مسلسل اشاعت کے ترپن سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

37-636 / ذوالحجۃ، محرم ۱۴۳۹ھ اگست، ستمبر ۲۰۱۸ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ
مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع





محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۳ [۱۸-۲۰۱۷ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تاکہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین و کتب سے آگاہی ہو سکے۔

نقشِ آغاز

راشد الحق سمیع، حافظ	فاٹا انضمام اور جمعیت علماء اسلام کا موقف [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۷/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکہ اور اسرائیل کا یروشلم پر قبضے کی مذموم کوشش [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۷/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	شام میں خون مسلم کی ارزانی اور مسلم قائدین کی خاموشی [اداریہ]	فروری ۲۰۱۸/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	سانحہ قندوز اور خونِ مسلم کی ارزانی: افغانستان میں مدارس پر ڈرون امریکی حملے [اداریہ]	مارچ ۲۰۱۸/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	خانوادہ قاسمیؒ کا چشم و چراغ مولانا محمد سالم قاسمیؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۸/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	اٹھارہ برس قبل دسمبر ۱۹۹۹ء میں نواز شریف کی برطرفی پر لکھی گئی تاریخی تحریر: مکرر اشاعت [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۴-۶
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان میں قومی انتخابات ۲۰۱۸ء: توقعات، خدشات اور مستقبل کے چیلنجز [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	قانونِ مکافاتِ عمل اور مجرم نواز شریف کو دس سالہ قید و جرمانہ [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۳
راشد الحق سمیع، حافظ	ترکی، ملائیشیا اور پاکستان کے انتخابات: امیدیں، توقعات اور خدشات [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۸/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	ہالینڈ میں توہین آمیز خاکوں کی نمائش پر مسلمانان عالم کا ردعمل...... [اداریہ]	اگست ستمبر ۲۰۱۸/۹-۱۱

قرآنیات و علومِ حدیث

سعید الحق جدون	قرآن اور جدید طریقہ ہائے تدریس تقابلی مطالعہ	اکتوبر ۲۰۱۷/۲۵-۳۳
محمد فہد حقانی	مولانا سمیع الحق کی زیرِ ترتیب ''تفاسیر امام احمد علی لاہوریؒ'': ایک تعارف	جولائی ۲۰۱۸/۳۱-۳۴
نور محمد ثاقب	اُصول حدیث [علمِ اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفات و تصنیفات]-۲۰	مارچ ۲۰۱۸/۲۵-۳۳
نور محمد ثاقب	اُصول حدیث [علمِ اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفات و تصنیفات]-۱۸	اکتوبر ۲۰۱۷/۳۴-۴۲
نور محمد ثاقب	اُصول حدیث [علمِ اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفات و تصنیفات]-۱۹	نومبر ۲۰۱۷/۲۹-۳۷
بلال مکی، مولانا (مبصر)	الیواقیت الحسان فی علوم القرآن از: مولانا کریم بخش مدظلہ	اگست ستمبر ۲۰۱۸/۷۹

محمد اسلام حقانی (مبصر)	الاربعین فی تعلیم البنات و البنین از حافظ اختر علی عزیزی	فروری ۲۰۱۸/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	الجز اللطیف فی الاستدلال بالحدیث الضعیف از مفتی رضا الحق [مرتب: محمد الیاس شیخ]	مارچ ۲۰۱۸/۶۳

محمد اسلام حقانی (مبصر)	تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی از محمد عبدالحق علوی	جون۲۰۱۸/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تحفة اللبيب فی شمائل الحبيب پشتو شرح شمائل الترمذی از امین الحق حقانی	نومبر۲۰۱۷/۶۹-۷۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تقریر المدنی علی جامع السنن الترمذی از سیّد شیر علی شاہ [مرتب: شکیل محمد حقانی]	جولائی۲۰۱۸/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	جمال القرآن از اشرف علی تھانوی	اپریل۲۰۱۸/۷۱

فقہ واجتہاد

شجاع الدین، مولانا	فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ	جون۲۰۱۸/ ۴۷-۵۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	بی ثبوتہ مسائل از امان اللہ ثابت حقانی	جولائی۲۰۱۸/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تحفظ عقائد اہلسنت از مولانا عبدالرحیم حق	اکتوبر۲۰۱۷/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	فہم میراث کی آسان راہیں از مفتی امتیاز خان	اکتوبر۲۰۱۷/۶۳

عبادات

انوار الحق، مولانا	ایام حج کے فضائل، مسائل اور اعمال [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	جولائی۲۰۱۸/۱۳-۲۰
انوار الحق، مولانا	حج: دین اسلام کا پانچواں اور اہم رکن [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	جون۲۰۱۸/۲۴-۲۹
انوار الحق، مولانا	دعا: تمام عبادات کا جوہر اور مغز [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	جنوری۲۰۱۸/ ۳۷-۴۱
عبدالحق، مولانا	رمضان، فضائل، برکات اور حکمتیں	اپریل۲۰۱۸/ ۶-۱۳
وردہ صدیقی	محرم الحرام اور صوم یوم عاشورا	اگست ستمبر۱۸/۷۰-۷۱

محمد اسلام حقانی (مبصر)	صلوا کما رایتمونی اصلی از عمر بن سعید احمد راشدی	نومبر۲۰۱۷/۷۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	جب قافلے حرم کو چلے از عمر بن سعید احمد راشدی	نومبر۲۰۱۷/ ۷۱-۷۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	خلاصہ تراویح ....مولف: مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی	اگست ستمبر۲۰۱۸/۸۰

دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ نفس

انوار الحق، مولانا	اعمال کا دار و مدار تقویٰ پر ہے [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	اپریل۲۰۱۸/ ۲۷-۳۰
طارق عمیر عثمانی	آخری وحی: اللہ اپنے بندوں سے کیا کہتا ہے؟ کیا چاہتا ہے؟	فروری۲۰۱۸/۴۳-۴۶
انوار الحق، مولانا	روحانی امراض اور اس کے علاج [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	اگست ستمبر۱۸/۴۰-۴۵

محمد اسلام حقانی (مبصر)	ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینہ میں از مفتی رضا الحق	مارچ۲۰۱۸/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع از مفتی ربّ نواز	جولائی۲۰۱۸/۶۳
اسلام حقانی (مبصر)	دعوتی خطبات از سید محمد زین العابدین	فروری۲۰۱۸/۶۳

معاشرت

اسعد زمان، ڈاکٹر	انسانیت کا مدار: طبیعاتی علوم یا اسلامی علوم [مترجم: یاسر احمد زیرک]	اپریل۲۰۱۸/۵۹-۶۴
انوار الحق، مولانا	بیوی کے حقوق [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	مارچ۲۰۱۸/ ۱۹-۲۴
انوار الحق، مولانا	میاں بیوی کے حقوق [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	فروری۲۰۱۸/ ۱۹-۲۴

سیاسیات ومعاشیات

تعلیم وتعلّم اور مدارسِ دینیہ

درسی کتب

سیرت النبیؐ وسیرتِ صحابہؓ

عبدالمنان معاویہ	فلسفہ معراجِ نبوی ﷺ اور دورِ حاضر کے تقاضے	مارچ۲۰۱۸/۳۴-۳۸

بریداحمد نعمانی	بعثتِ خاتم النبیینؐ کا اعجاز وافتخار	نومبر۲۰۱۷/۳۸-۴۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	اُسوہ حسنہ چند عملی پہلو از سیّد عزیز الرحمٰن	نومبر۲۰۱۷/۷۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	مقالات سیرت مصطفیؐ از خالد محمود ترمذی	نومبر۲۰۱۷/۷۰

محمد اسلام حقانی (مبصر)	خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ از محمد اقبال رنگونی	فروری۲۰۱۸/۶۲

محمد اسلام حقانی (مبصر)	سیرت سیّدنا عثمان ذوالنورین از ابومحمد ثناء اللہ سعد	نومبر۲۰۱۷/۷۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	غزوہ احد تک کی مہمات (جنگ احد) ......مرتب: حافظ عبدالوحید الحنفی	اگست ستمبر۲۰۱۸/۸۰

شخصیات، تذکرہ ووفیات

ابن الحسن عباسی، مولانا	ایک مشہور زمانہ محقق کی رحلت [ڈاکٹر فواد سیزگین]	جون۲۰۱۸/۵۴-۵۵
ابوالمعز الحق حقانی	خاندان حقانی کو صدمہ: حافظ انجینئر ہدایت الرحمٰن کی رحلت	جنوری۲۰۱۸/۶۰-۶۲
ابوالمعز الحق حقانی	کاروانِ آخرت کے چار مسافر	جولائی۲۰۱۸/۵۱-۵۵
ادارہ	کتاب ''مولانا سید شیر علی شاہ: حیات وخدمات'' پر مولانا سمیع الحق کے تاثرات	مارچ۲۰۱۸/۵۰-۵۲
ادارہ	مولانا محمد سالم قاسمیؒ کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق	اپریل۲۰۱۸/۵۱-۵۸
اسامہ سمیع	حضرت مولانا سلیمان حسنی ندوی کی دارالعلوم آمد اور خطاب	جنوری۲۰۱۸/۷-۲۳
اسرار احمد نعمانی	حقانی نسبتوں، محبتوں، عقیدتوں کا مرقع: مولانا ظہور احمد رستمی	جولائی۲۰۱۸/۵۶-۶۱
حبیب اللہ شاہ، مولانا	ایک مجلس علم وعرفان کا آنکھوں دیکھا حال [مفتی سعید احمد پالن پوری سے ملاقات]	جون۲۰۱۸/۵۶-۵۸
راشد الحق سمیع، حافظ	خانوادہ قاسمیؒ کا چشم و چراغ مولانا محمد سالم قاسمیؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	اپریل۲۰۱۸/۲-۳
عبدالقیوم حقانی، مولانا	حضرت مولانا ظہور احمد حقانی کی رحلت	اپریل۲۰۱۸/۴-۵
عتیق الرحمٰن قاسمی	سر سیّد احمد خاں کا نظریۂ تعلیم	نومبر۲۰۱۷/۵۴-۵۸
فیض الرحمٰن، مولانا	شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی شفایابی کے لیے دعا [مکتوب]	مارچ۲۰۱۸/۵۹
محمد اسرار مدنی	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ وحدت اُمت	اکتوبر۲۰۱۷/۵۱-۵۳
محمد حماد کریمی ندوی	حضرت مولانا سالم صاحب قاسمیؒ	اپریل۲۰۱۸/۴۱-۵۰
محمد غیاث الدین	خواتینِ اسلام کا ذوقِ عبادت [ماخوذ از ماہنامہ دارالعلوم دیوبند]	اکتوبر۲۰۱۷/۵۴-۵۹
نور محمد نظامی	حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوریؒ	فروری۲۰۱۸/۴۷-۵۵
سمیع الحق، مولانا	حضرت مولانا جلال الدین حقانیؒ کی وفات پر تاثرات	اگست ستمبر۲۰۱۸/۱۲
ابوالمعز حقانی، مولانا	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی داستان حیات	اگست ستمبر۱۸/۲۸-۳۹
عبدالواحد سجاد، پروفیسر	''خیر مجسم'' مولانا جلال الدین حقانی	اگست ستمبر۱۸/۱۳-۱۶

محمد اسلام حقانی (مبصر)	خطباتِ عزیزی از عزیز الرحمٰن ہزاروی	اپریل ۲۰۱۸/۷۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات وخدمات از سعید الحق + مفتی بخت شید	جون ۲۰۱۸/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ماہنامہ 'سلوک واحسان' کراچی کا ''محبوب المشائخ شیخ یحییٰ مدنی'' نمبر [مرتب: محمد یوسف مدنی]	جنوری ۲۰۱۸/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	مجلّہ 'نوائے امت' لاہور کا ''مفتی حمید اللہ جان'' نمبر [مرتب: محمد زاہد اقبال]	جنوری ۲۰۱۸/۶۴

ڈائری سے علمی منتخبات

سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۵۹	اکتوبر ۲۰۱۷/۵-۱۸
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۰	نومبر ۲۰۱۷/۴-۱۴
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۱	جنوری ۲۰۱۸/۲۴-۳۳
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۲	فروری ۲۰۱۸/۵-۱۸
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۳	مارچ ۲۰۱۸/۴-۱۸
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۴	اپریل ۲۰۱۸/۱۴-۲۶
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۵	جولائی ۲۰۱۸/۵-۱۲
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۶	جون ۲۰۱۸/۸-۲۳
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]–۶۷	اگست ستمبر ۱۸/۱۷-۲۳

تصویرِ وطن

اسلم بیگ، مرزا	ہماری قومی سلامتی کو لاحق خطرات	نومبر ۲۰۱۷/۴۴-۴۷
راشد الحق سمیع، حافظ	اٹھارہ برس قبل دسمبر ۱۹۹۹ء میں نواز شریف کی برطرفی پر لکھی گئی تاریخی تحریر: مکرر اشاعت [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۴-۶
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان میں قومی انتخابات ۲۰۱۸ء: توقعات، خدشات اور مستقبل کے چیلنجز [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	ترکی، ملائیشیا اور پاکستان کے انتخابات: امیدیں، توقعات اور خدشات [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۸/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	فاٹا انضمام اور جمعیت علماء اسلام کا موقف [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۷/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	قانونِ مکافاتِ عمل اور مجرم نواز شریف کو دس سالہ قید وجرمانہ [اداریہ]	جون ۲۰۱۸/۳

محمد اسلام حقانی (مبصر)	نظریہ پاکستان اور قرارداد مقاصد ایک تجزیہ از محمد اکرام خان	اکتوبر ۲۰۱۷/۶۲

عالمِ اسلام وعالمِ مغرب

اسلم بیگ، مرزا	ٹرمپ کی خطرناک قومی سلامتی اسٹریٹیجی	جنوری ۲۰۱۸/۳۴-۳۶
انیس الرحمٰن، مولانا	بھارت میں تین طلاق کے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ ایک تجزیہ	مارچ ۲۰۱۸/۳۹-۴۹
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکہ اور اسرائیل کا یروشلم پر قبضے کی مذموم کوشش [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۷/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	ترکی، ملائیشیا اور پاکستان کے انتخابات: امیدیں، توقعات اور خدشات [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۸/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	سانحہ قندوز اور خونِ مسلم کی ارزانی: افغانستان میں مدارس پر ڈرون امریکی حملے [اداریہ]	مارچ ۲۰۱۸/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	شام میں خونِ مسلم کی ارزانی اور مسلم قائدین کی خاموشی [اداریہ]	فروری ۲۰۱۸/۲-۴

اسلام اور سائنس

اسلام اور مغرب: تقابلی جائزہ

متفرقات

محمد اسلام حقانی (مبصر)	قل هو الله احد از رشید اللہ یعقوب	اکتوبر ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	کلامِ اقبال موضوعاتی ترتیب از ابن غوری	مارچ ۲۰۱۸/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	لا اله الا الله از رشید اللہ یعقوب	اکتوبر ۲۰۱۷/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ملفوظات طیبات امام لاہوری از احمد علی لاہوریؒ	اپریل ۲۰۱۸/۷۲,

دارالعلوم کے شب و روز

عمار یاسر	دارالعلوم حقانیہ: عظیم دینی مدرسگاہ	اپریل ۲۰۱۸/ ۶۵-۶۷
عبدالرحمٰن عارف	ثانی دیوبند: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نام	اگست ستمبر ۱۸/ ۷۷

حامد الحق حقانی [اکتوبر ۲۰۱۷] امام کعبہ شیخ صالح بن حمید کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات...... حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پر تشریف آوری...... افغان سفیر کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات...... حضرت مولانا محمد طیب طاہری کی دارالعلوم آمد...... مولانا سمیع الحق کی سعودی سفیر سے ملاقات...... پشاور میں قبائلی جرگہ کی صدارت...... لاہور میں وفاق المدارس کی میٹنگ میں شرکت...... دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس...... مذہبی جماعتوں کے قائدین کا مشاورتی اجلاس [نومبر ۲۰۱۷] مولانا سمیع الحق کا دورہ مصر...... وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختونخواہ پرویز خٹک کی دارالعلوم آمد...... عمران خان کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات...... مولانا سمیع الحق کا دورہ صوابی...... مغربی ریسرچ سکالر کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات...... جمیعت علماء اسلام کی مجلس عاملہ کا اجلاس...... فاٹا یوتھ قبائلی جرگہ کی دارالعلوم آمد...... اقراء روضۃ الاطفال کی جلسہ دستار بندی...... شیخ الحدیث مولانا انوار الحق کی مصروفیات [جنوری ۲۰۱۸] مولانا سمیع الحق کی مصروفیات...... خیبر نیوز چینل کی ٹیم کی دارالعلوم آمد...... دارالعلوم کے ششماہی امتحانات اور تعطیلات [فروری ۲۰۱۸] مولانا سمیع الحق کے دل کا بائی پاس آپریشن...... مولانا سمیع الحق کی مصروفیات...... دارالعلوم حقانیہ کے نہایت قابل مخلص مولانا مفتی کفایت اللہ وردگ کی وفات [مارچ ۲۰۱۸] دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف...... دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات...... کامیاب آپریشن کے بعد مولانا سمیع الحق کی دارالعلوم واپسی پر والہانہ استقبال...... دارالعلوم کے انتہائی مخلص مولانا ظہور احمد آف رستم کی رحلت...... جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰-۱۴۳۹ء بمطابق ۱۹-۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول [اپریل ۲۰۱۸] مولانا سمیع الحق کی مصروفیات...... دارالعلوم میں سالانہ تعطیلات...... مولانا انوار الحق کی وفاق المدارس العربیہ ملتان پرچہ جات کی نگرانی...... جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰-۱۴۳۹ء بمطابق ۱۹-۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول [جون ۲۰۱۸] دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۹ھ ۲۰۱۸ء کا باقاعدہ آغاز...... مولانا سمیع الحق کی انتخابی سرگرمیاں...... جناب ظہیر الدین بابر اور مولانا حافظ طاہر اشرفی صاحبان کے لیے دعائے صحت...... مولانا محمد فہد اور مولانا مفتی محمد یاسر کی جاپان سے دارالعلوم واپسی [جولائی ۲۰۱۸] حقانیہ سکول کا بورڈ میں سو فیصد رزلٹ...... مولانا عرفان الحق حقانی کا دورہ ملائیشیا...... وفیات [جولائی ۲۰۱۸] حضرت مولانا زرولی خان صاحب کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور مہتمم صاحب سے ملاقات [اگست ستمبر ۲۰۱۸] نائب مہتمم حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب کا دورہ جنوبی وزیرستان [اگست ستمبر ۲۰۱۸]

❁......❁......❁

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمَا

جلد نمبر.................53

شمارہ نمبر......11-12

ذوالحجہ، محرم ۱۴۳۹ھ

اگست،ستمبر...............2018

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز مولانا راشد الحق سمیع

ہالینڈ میں توہین آمیز گستاخانہ خاکوں کی نمائش پر مسلمانانِ عالم کا ردعمل

دنیا بھر کے مسلمانانِ عالم ان دنوں ہالینڈ کے ملعون اور متعصب گیرٹ وائلڈرز کی طرف سے توہین آمیز خاکوں پر منعقد نمائشی مقابلے کے خلاف غم و غصے سے دوچار رہیں۔ توہین آمیز خاکوں سے مسلمانوں کا اشتعال میں آنا ایک فطری امر اور غیرت ایمانی کا ثبوت ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس بارے میں جو اتفاقِ رائے سامنے آیا ہے، وہ نہایت ہی قابل تحسین جذبہ ہے پھر ان خاکوں کی مذمت کرنے والوں میں صرف عوام ہی پیش پیش نہیں تھے بلکہ حکومتوں کی سطح پر بھی منظّم احتجاج کیا گیا، اس کے علاوہ دیگر مذہب سے تعلق رکھنے والے بھی افراد نے بھی مسلمانوں اور خصوصاً محسنِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور احترام کی بناء پر اس قسم کی متعصّبانہ کاوشوں کی بھرپور مذمت کی، کیونکہ یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر مقدس اور پیاری ہے۔ ع دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہے

اس کے باوجود دنیا میں ایسے بدبخت لوگ موجود ہیں جو ان عقیدت مندوں کی دل آزاری سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کو بار بار ایذا پہنچانے کے لئے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے روسیاہ ماضی میں بھی رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ ڈنمارک کی توہین آمیز کارٹونوں کے بعد اب ہالینڈ میں ایک بدبخت گیرٹ وائلڈرز نے توہین آمیز خاکوں کی نمائش کا اعلان کرکے اسلامیان عالم کی جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کی، اس پر اسلامیان عالم سراپا احتجاج بنے۔ اس ناپاک جسارت پر پاکستان میں شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس بدنما فعل کی نمائش کو فوری رکوایا جائے۔ پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے اپنے ہم منصب ڈچ وزیرخارجہ سے گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کو رکوانے کے لئے بات چیت کی اور پاکستانی عوام، حکومت کے

جذبات سے انہیں آگاہ کیا کہ ایسے اقدامات سے دنیا کے تمام مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور نفرت اور عدم برداشت کو تقویت ملے گی۔اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل سے بھی رابطہ کیا گیا اور اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) کے ۸ ممالک کو خطوط ارسال کر کے فوری اجلاس بلانے کی بھی درخواست کی گئی۔

گستاخانہ خاکوں کے معاملے پر حکومت اور اپوزیشن جماعتیں ایک پیج پر نظر آئے۔ گستاخانہ خاکوں سے متعلق سب کا موقف واضح ہے۔ پاکستان نے گستاخانہ مواد پر او آئی سی کا ہنگامی اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے۔اس قبل ترکی کے بہادر صدر رجب طیب اردگان نے اس معاملے کو نہایت سنجیدگی سے اٹھایا اور ہالینڈ کے سفیر کو ملک چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور پاکستانی موقف کی بھرپور حمایت کی۔اسی طرح سوڈانی صدر نے بھی ہالینڈ کے سفیر کو ملک چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور ساتھ ہالینڈ کے سفارتخانہ کو منہدم کر کے اسی جگہ مسجد بنانے کا اعلان کیا،اس کے علاہ اسلامی تعاون تنظیم،خودمختار مستقل انسانی حقوق کمیشن (او آئی سی۔آئی پی ایچ آر سی) نے ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ گیرٹ وائلڈرز کی طرف سے رواں سال کے آخر میں گستاخانہ خاکوں کے عالمی مقابلے کے انعقاد کے شرانگیز منصوبوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا بھر کے ایک ارب ۶۰ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں، لہٰذا ہالینڈ کی حکومت گستاخانہ اقدام کی روک تھام کیلئے فوری اقدامات اٹھائے۔اگر اس شرانگیز مقابلے کا انعقاد کرنے دیا گیا تو اس سے عدم برداشت اور منافرت کے کلچر کو ہوا ملے گی۔اس قسم کی حرکات کے نتیجہ میں متاثر ہونے والی کمیونٹیز کے درمیان کشمکش اور تقسیم کی فضا جنم لے گی جو تشدد اور تعصّبات کا باعث بنے گی۔

اس سلسلے میں ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے عجیب غیر اخلاقی وضاحت کی گئی ہے۔حکومتی ترجمان نے اس نمائش سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور اسے فرد کا ذاتی فعل قرار دیا اور ساتھ ہی کہا کہ ان کے ملک میں آزادی اظہار پر کوئی پابندی نہیں۔یہ جواز اور منطق بہت عجیب ہے۔کیا کوئی بھی شخص آزادی اظہار کا حق استعمال کرتے ہوئے کسی کے بھی اکابرین مذہب کی جان بوجھ کر اہانت کرسکتا ہے؟ برطانیہ میں بھی آزادی اظہار کی اجازت ہے لیکن وہاں بھی آزادی کی حدود متعین ہیں اور ملکہ برطانیہ کو کوئی برا بھلا نہیں کہہ سکتا اور یوں بھی دنیا کے تمام مذاہب میں کسی بھی رسول اور نبی کی اہانت کی اجازت نہیں ہے، پھر کیوں یورپ جو''آزادیء اظہار'' کا نام نہاد چیمپئن بنا ہوا ہے اور وہ امت مسلمہ کے مذہبی جذبات بار بار سازش کر مجروح کر رہا ہے۔بہرحال اس دفعہ اس توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور نمائش کی انعقاد پر مسلمہ امہ میں یکجہتی نظر آئی ہے اور دنیا بھر کی اسلامی تنظیمیں سراپا احتجاج بنیں اور ساتھ ہماری حکومت نے بھی اس

سلسلے میں ملک کے ایوان بالا (سینٹ) میں بجا طور پر ایک قرار داد منظور کی۔ اتفاق رائے سے منظور ہونے والی قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کے خلاف کارروائی کی جائے اور اس ناپاک جسارت کو حکومتی سطح پر رکوایا جائے۔

وزیر اعظم عمران خان صاحب نے بھی سینٹ میں اس ناپاک جسارت کا ذکر کیا اور کہا کہ ایسا ہونا عالم اسلام کی کمزوری ہے اور اسلامی کانفرنس نے بھی کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ وزیر اعظم نے یقین دلایا کہ وہ او،آئی،سی کو متحرک کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں بھی اٹھائیں گے۔ وزیر اعظم عمران خان کا یہ اعلان اور یقین دہانی قابل ستائش ہے۔ مسرت اور خوشی اس بات پر ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے شدید احتجاج اور بالخصوص ترکی، پاکستان مختلف اسلامی ممالک کے سربراہان اور او آئی سی کی طرف سے شدید ردعمل کے بعد گستاخانہ خاکے شائع کرنے والوں نے نمائشی مقابلہ منسوخ کر دیا لیکن ہمیں اسکا کوئی مستقل حل نکالنا ہوگا اور اس کے لئے اقوام متحدہ اور دیگر عالمی فورمز میں باقاعدہ قانون سازی کروانی ہوگی تاکہ آئندہ کسی کو اس طرح کی ناپاک جسارت کرنے کی جرات نہ ہو اور مسلمانان عالم ایسے اصول طے کریں اور ان کفری ممالک پر واضح کریں کہ اگر آئندہ کسی ملک میں بھی ایسی ناپاک جسارت ہوئی تو ہم اس کا بھرپور مقابلہ کریں گے اور فوری طور پر او،آئی،سی کو متحرک کیا جائے تاکہ اگلے ماہ ہونے والے جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر یہ مسئلہ بھرپور طریقے سے اٹھا کر ایسی مذموم سازشوں اور شرارتوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند کرایا جاسکے۔

قارئین الحق سے گزارش

دارالعلوم کے ترجمان ماہنامہ ''الحق'' کی مسلسل اشاعت کے ۵۳ سال الحمدللہ بتوفیق ایزدی مکمل ہو چکے ہیں، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور احسان ہے، اس کیساتھ ساتھ قارئین الحق، خریدار حضرات اور مضمون نگار صاحبان کا بھی اس کار خیر کے جاری رکھنے میں ایک اہم رول رہا ہے، چونکہ ''الحق'' کی اشاعت کا بنیادی مقصد ہی دعوت و تبلیغ اور علم و ادب کی ترویج رہا ہے، اسی لئے ''الحق'' کی انتظامیہ نے کاروباری نقطہ نظر سے اس کی اشاعت پر انحصار نہیں کیا، اسی باعث دیگر معاصر رسائل و جرائد کے مقابلے میں اشتہارات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں، اور کافی عرصہ سے دارالعلوم ''الحق'' کے مصارف بمشکل سے پورے کر رہا ہے، جو اب ناقابل برداشت ہوگیا ہے پھر کاغذ کی روز بروز بڑھتی قیمت، پریس کی چھپائی، ڈاک اخراجات کی بناء پر الحق مجلّہ کی سالانہ فیس -/350 کی بجائے -/400 روپے سالانہ مقرر کر دی گئی ہے اور فی مجلّہ اب ۴۰ روپے میں دستیاب ہوگا۔

ادارہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا جہاد افغانستان کے عظیم مجاہد مولانا جلال الدین حقانیؒ کی وفات پر تاثرات

(حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا جہاد افغانستان کے عظیم مجاہد مولانا جلال الدین حقانی نور اللہ مرقدہ کی وفات پر الیکٹرانک میڈیا کو ۴ستمبر ۲۰۱۸ء کو اخبارات کو جاری کی گئی پریس ریلیز)

---

۴ ستمبر ۲۰۱۸ (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے صدر اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا ہے کہ پندرویں صدی ہجری کے کفرشکن عظیم جہادی شخصیت دوسلطنتوں کو شکست فاش دینے والے مجاہد کبیر جہاد افغانستان کے عظیم مجاہد مولانا جلال الدین حقانی کی وفات پوری امت مسلمہ کے لئے عظیم سانحہ ہے، دنیا کے سپر پاور سوویت یونین کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں ان کا بنیادی کردار ہے، ایک سامراجی طاقت سے ملک کو آزاد کرانے میں ان کا اہم رول ہے، انہوں نے گھر کے دس پندرہ افراد کی قربانی بھی دی جن میں ان کے کئی جوانسال بیٹے اور گھر کی خواتین بھی شامل ہیں، جس کے نتیجے میں مشرقی یورپ کی تمام ریاستیں اور سنٹرل ایشیا کی آٹھ دس ریاستیں سوویت یونین کے سامراجی پنجہ استبداد سے آزاد ہوئیں، جرمنی میں دیوار برلن ٹوٹ گئی اور افغانستان آزاد ہوگیا اور پاکستان سرخ سامراج کے جارحانہ عزائم سے محفوظ ہوگیا اور امریکہ واحد سپر طاقت بن گیا، آزادی اور انسانی حقوق کے دعویدار امریکہ اور مغربی ممالک کو ان کے عظیم خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیے تھا نہ کہ انہیں دہشت گرد قرار دے کر حقائق کو مسخ کیا جائے۔ اس وقت بھی افغانستان میں آزادی کی جنگ مولانا حقانی کے خاندان کی مرہون منت ہے، اقوام عالم کی آزادی کی پاسداری کرنے کے دعویدار مغرب کو آزادی کی اس جدوجہد کی قدر کرنی چاہیے، اور اسلامی دنیا کو اس کی پشت پناہی کرنی چاہیے، مولانا حقانی مرحوم کی قربانیاں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں، وہ وقت کے امام شاملؒ تھے ان کا نام خالد بن ولیدؓ کے غلاموں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، سلطانی محمود غزنویؒ، ٹیپو سلطان شہیدؒ کی صف میں لکھنا چاہیے، مسلمان حکمرانوں، سیاستدانوں، صحافیوں میڈیا اور عوام کا مغربی طاقتوں کے خوف سے اپنے اس عظیم سپوت کی وفات پر چپ سادھ لینا ناشکری، بے حمیتی، ضمیر کی موت اور اتنا بڑا جرم ہے کہ تاریخ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ملک کے تمام دینی مدارس، اداروں، مساجد اور خانقاہوں میں ختم کلام پاک ایصال ثواب اور تعزیتی اجتماعات کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ ایسا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں گے۔

یادرفتگان

پروفیسرعبدالواحد سجاد*

''خیر مجسم'' مولانا جلال الدین حقانی.....ترے عشق میں زندگانی لٹادی

دارالعلوم حقانیہ کے عظیم قابل فخر فرزند

''نیکی مجسم ہوکر سامنے آگئی ہے، مجسم عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم مبالغہ کا صیغہ ہے، جو اردو میں بطور اسم صفت مستعمل ہے،اس کا مطلب ایک جسمانی شکل خیر مجسم سرتاپا خیر، بہت سی خوبیوں کا حامل ، نیکوں کا مجموعہ، بے حد شریف ''واوین'' میں جو جملہ نقل کیا گیا ہے، وہ ایک امریکی فوجی جارج کرائل جو ایک کتاب ''دی چارلی ولسنز وار'' کا مصنف ہے،اسی کتاب میں اس نے چارلی ولسن کا یہ جملہ نقل کیا ہے، چارلی ولسن سویت یونین کے خلاف افغان وار میں امریکا اورمجاہدین کے مابین سہولت کار کے فرائض انجام دیا کرتا تھا،وہ ٹیکساس کی امریکی ریاست سے رکن کانگریس اورسی آئی اے کا مخفی طور پرانڈر کورنیول آفیسر تھا، وہ جلال الدین حقانی کے متعلق اکثر مذکورہ بالا جملہ کہا کرتا تھا، یہ ان دونوں کی بات ہے، جب حقانی اوراس قبیل کے لوگ مجاہد کہلاتے ،انہیں امریکا میں ہیرو کادرجہ حاصل تھا،ان کا امریکا میں پروٹوکول دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، اس وقت کے امریکی صدر رونالڈریگن خودان کا استقبال کیا کرتے تھے، ان کے ساتھ میٹنگز ہوتیں، انہیں امریکا اپنا محسن گردانتا، نہ ان کی لمبی داڑھیوں پر کسی کو اعتراض تھا، نہ ان کی پگڑیوں پر، حقانی جو ''خیر مجسم'' تھے، نائن الیون کے بعد ''مجسم شر'' قرار پائے اوران کے سر کی قیمت لگادی گئی ، ان کے نام پر بنائی گئی تنظم '' حقانی نیٹ ورک'' دہشت گرد قرار پائی۔

مولانا جلال الدین حقانیؒ کا تعارف

جلال الدین حقانی ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے،افغانستان کے صوبے پکتیا سے تعلق رکھنے والی اس اساطیری شخصیت نے نصف صدی کے لگ بھگ (۴۸ سال) جہاد میں گزارے، افغانستان پر سوویت قبضے

---

* معروف کالم نگارروزنامہ ''اسلام''

کے خلاف لڑنے کیلئے انہوں نے اپنے مادر علمی جامعہ حقانیہ کا تدریسی میدان چھوڑ کر عسکری میدان سنبھالا، وہ شہادت کی آرزو لئے دو سپر پاورز سوویت یونین اور امریکا کی افواج کے ساتھ دوبدو برسرپیکار رہے، وہ جن کی کمان میں ملا محمد عمر عام سپاہی کے طور پر لڑتے رہے اور جب حالات بدلے تو یہی کمانڈر ملا محمد عمر کے ہاتھ پر شرعی بیعت لیتا ہے اور دم آخریں تک اسی بیعت کو آگے بڑھاتا رہا، جلال الدین حقانی پر کیا کیا ڈورے نہیں ڈالے گئے، افغان فوج کا سربراہ بنانے کی پیشکش کی گئی، صوبوں کا مکمل انتظام ان کے سپرد کرنے کی آفر ہوئی لیکن جواب میں صرف ایک انکار تھا۔

مرد قلندر کی جرأت ایمانی

اس دور میں لوگ طاقت، اختیار، اقتدار اور روشن مستقبل کیلئے بھاگتے ہیں مگر اس مرد قلندر نے انکی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا، کسی نے سوال کیا طاقت اور اقتدار سے آپ کو غرض نہیں تو پھر آپ کس چیز کے خواہاں ہیں؟ تو ایک لمحہ سوچے بغیر جواب تھا، اللہ کی رضا اور شافع محشر کے دربار میں سرخروئی چاہتا ہوں بس...... بوڑھا آدمی ہوں اور کتنے برس جی لوں گا، میں جاتے جاتے اپنی عاقبت کیوں خراب کروں؟ شرعی بیعت کیسے توڑوں؟ جہاد کیسے ترک کروں؟ میں سفاک غیر ملکیوں سے لڑنے میدان جہاد کی پکار پر لبیک کہتا ہوں، وہ آخری دم تک اپنے کہے پر قائم رہے۔ ملا عمر کے بعد ملا اختر منصور اور ملا ہبت اللہ کے ساتھ شرعی بیعت پر قائم رکھی یہی شرعی بیعت افغان طالبان کی وہ روحانی اور فوجی قوت ہے، جسے امریکا اور اس کے اتحادی آج تک نہ سمجھ سکے، امریکی اور مغربی دانشور اور تھنک ٹینکس اس کا اندازہ لگانے سے قاصر رہے، جب شرعی بیعت کرلی جاتی ہے، تو وہ آخری سانس تک مؤثر رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امریکا کی تمام تر کوششوں، سازشوں، ریشہ دوانیوں، ترغیبی اور ترہیبی حربوں، اچھے اور برے طالبان کی اصطلاحوں کے باوجود افغان طالبان کو انتشار کا شکار کرسکا اور نہ ان کی قوت کا توڑ کرسکا۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے بیعت

جلال الدین حقانی نے ۸۰ برس کے لگ بھگ عمر پائی، روس افغانستان سے صبغت اللہ مجددی اور برہان الدین ربانی برسر اقتدار آئے تو جلال الدین حقانی کو وزیر سرحدی امور بنادیا گیا مگر جب مجاہدین ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہوئے تو انہوں نے واپس خوست کی راہ لی، اسی سرپٹھول کے باعث جب مجاہدین کی قربانیاں رائیگاں ہوتی نظر آئیں تو ۱۹۹۶ء میں ملا عمر کی قیادت میں طالبان

نمودار ہوئے تو وہ ان کے ساتھ ہو لئے اور ملا عمر کی بیعت کرلی اور اپنے بچوں طالبان کے ساتھ شانہ بشانہ رہے اور طالبان حکومت میں بھی وزیر رہے، امریکا آیا تو وہ بھی طالبان کے ساتھ روپوش ہوگئے مگر جہاد کی راہ پر کاربند رہے، واپسی ہوئی تو ان کے دیے ہوئے زخم امریکا اور اس کے اتحادی اب تک چاٹ رہے ہین، مغرب ان کے نیٹ ورک کا میدان میں مقابلہ نہ کرسکا ۲۰۱۲ء میں امریکا کے جانب سے اس نیٹ ورک کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا ان پر مغرب جو الزام لگا تا رہا ہے، ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

مغرب کے لگائے گئے بے سروپا الزمات کا خلاصہ

☆ حقانی نیٹ ورک خودکش بمباروں کی بھاری کھیپ کے ذریعے امریکا کی زیر قیادت نیٹو افواج، افغان سیکورٹی فورسز اور افغان شہریوں کو نشانہ بنا کر جانی و مالی نقصان پہنچاتا ہے۔

☆ افغانستان میں کیے جانے والے بڑے حملے نیٹ ورک کرتا رہا۔

☆ یہ ایک بے رحم عسکری گروہوں میں سے ایک ہے، کابل اور دوسرے بڑے شہروں میں ٹرک بم دھماکوں اور دوسرے حملوں کا ذمہ دار بھی اسی نیٹ ورک کو قرار دیا جاتا ہے۔

☆ اسی گروہ کی محفوظ پناہ گاہیں پاکستان کے قبائلی علاقے میں ہیں۔

☆ افغان حکام کو قتل کرنے، تاوان کیلئے مغربی افراد بشمول کینڈا کے جوشوائبل اس کی امریکی بیوی کیٹلان کریمین اور ان کے تین بچوں کو قیدی بنانے کیلئے بھی حقانی نیٹ ورک کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔

☆ حقانی نیٹ ورک کا گڑھ شمالی وزیرستان ہے، اور میران شاہ سے اس کے جنگجو سرحد پار کر کے مشرقی افغانستان میں امریکا اور نیٹو افواج پر حملہ آور ہوتے اور نقصان پہنچا کر واپس اپنے گڑھ میں آجاتے ہیں۔

☆ حقانی نیٹ ورک میں اسامہ کے عرب جنگجو شامل ہیں اور القاعدہ کیساتھ اسکے قریبی روابط ہیں۔

☆ حقانی نیٹ ورک کو پاکستان خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی پشت پناہی حاصل رہی، جلال الدین حقانی کا شمار اس کے پسندیدہ کمانڈروں میں ہوتا ہے، وہ اسے روس کے خلاف کاروائیاں کرنے پر فنڈز اور ہتھیار مہیا کرتی رہی، اور البتہ اب دفاعی تجزیہ نگاروں کے مطابق اس نیٹ ورک پر آئی، ایس آئی کی گرفت کمزور پڑ گئی ہے۔

☆ حقانی نیٹ ورک کے جنگجوؤں کی پاکستان آمد کو روکنے کیلئے پاکستانی فوج نیم دلانہ کوششیں کرتی رہی، جس کے باعث وہ امریکا اور اتحادی افواج پر مہلک حملے کرتے رہے، اتحادی افواج کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا، اسی لئے پاکستان سے اس کے خلاف کاروائی کے امریکا کی جانب سے مطالبات کئے جاتے رہے۔

بہر حال جلال الدین حقانی غاصب قوتوں کے خلاف جہاد میں زخمی ہوئے اور اپنے چار بیٹوں عمر حقانی، محمد حقانی، بدرالدین حقانی اور نصیرالدین حقانی اسی راہ میں شہید ہوئے، ان کے ایک بیٹے انس حقانی پانچ سال سے کابل جیل میں ہیں، سراج الدین حقانی، خلیل حقانی، اور ابراہیم حقانی زندہ ہیں، حقانی نیٹ ورک کی کمان اول الذکر کے پاس ہے، جلال الدین حقانی کی طرح سراج الدین کی سر کی قیمت بھی امریکا نے لگا رکھی ہے، جو ایک کروڑ ڈالر ہے، مگر وہ جہاد کی راہ کے راہی ہیں۔

کل جب تاریخ لکھی جائے گی، تو حقانی کو ''مجسم خیر'' لکھا جائے گا، جس نے جہاد کے فریضے کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اگلی نسلوں تک منتقل کیا اور مدرسہ منبع العلوم کی درسگاہ سے اٹھ کر میدان جہاد کا رخ کیا، خود شہادت نہ پاسکے مگر چار شہیدوں کے باپ کی حیثیت سے رخصت ہوئے، امریکا کی ترجیحات بدلیں تو ہم بھی بدل گئے، مگر جلال الدین حقانی نے اپنی ترجیح وہی رکھی اور آج امریکا ان کے دیئے زخم ہی چاٹ رہا ہے، اس کا فتح کا خواب چکنا چور ہو چکا اور بے سروسامانوں سے امن کی بھیک مانگ رہا ہے، جہاد کے عشق میں انہوں نے زندگانی لٹا کر سرخروئی حاصل کر لی۔ (بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

(قسط ۶۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۸۷ - ۱۹۸۶ کی ڈائری

نفاذ شریعت کے لئے متحدہ شریعت محاذ کا قیام اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کی اس سلسلہ میں مساعی

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

تدریس واشاعت علم اور اسلامی سیاست کے اقدار کا تحفظ

۳ مارچ ۱۹۸۶ء: قبلہ والد ماجد کے بعد العصر کی مجلس میں بعض علماء نے حضرت مفتی محمود مرحوم کا ذکر چھیڑا تو حضرت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

حقانیہ کے قدیم دفتر جمعیۃ کی تاسیس اور حقانیہ کے استحکام کے حوالہ سے باہمی مشورے

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جب ہندوستان سے واپس تشریف لائے تو میرے ہاں بھی انہوں نے قدم رنجہ فرمایا تھا یہ مسجد کا مشرقی کمرہ جو آپ کو نظر آرہا ہے اس میں ان کا قیام تھا، آپس کی بے تکلف گفتگو میں حضرت مفتی صاحب اپنے آئندہ لائحہ عمل اور اجتماعی کاموں میں باہمی مشاورت کرنا چاہتے

تھے۔میں نے ان سے عرض کیا تھا، دو چیزیں ہیں ایک تدریس واشاعت علم اور دوسری سیاست، مجھے مفتی صاحب کے طبعی مزاج اور فطری رجحان کا پہلے سے اندازہ تھا، ان کے رجحانات سیاست کی طرف زیادہ مائل تھے، مجھے تدریس وتعلیم اور خدمت علم کا ذوق تھا، میں نے یہاں کے مخلص احباب کے پرخلوص تعاون سے فیصلہ کرلیا تھا کہ ساری عمر درس وتدریس اور خدمت علم میں گزارنی ہے اور جب اجتماعی طور پرقوم وملت اوردین اسلام کوقربانی کی ضرورت پڑے گی تو یہاں کے اساتذہ وطلبہ ہی ایک کامیاب اور موثر کردار ادا کرسکیں گے۔اسی کمرہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی بھی تشریف لاتے اور باہمی مشاورت ہوتی رہتی، دونوں حضرات کو میرے رجحانات اور طبعی میلان کا اندازہ ہوگیا تھا میں نے ہر دو حضرات سے ہی عرض کیا تھا کہ ہمارے اکابر نے انگریز کے ساتھ دونوں محاذوں پر مقابلہ کیا، حفاظت دین اور رجال کار کی تیاری اور فراہمی کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم کیا اور یہاں کے فارغ التحصیل علما اور فضلاء نے سیاسی میدان میں ایسا انقلابی کارنامہ انجام دیا کہ انگریز کے لئے اپنا بوریا بستر سمیٹے بغیر کوئی دوسری راہ نہ رہی۔ بہرحال اس کمرہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی تاسیس اور دارالعلوم حقانیہ کی بقا واستحکام کے باہمی مشورے ہوا کرتے تھے، چونکہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو ابتدا ہی سے میرے رجحان کا علم تھا اس لئے وہ ہمیشہ اجتماعی کاموں میں اس کو ملحوظ رکھتے تھے اور دارالعلوم حقانیہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔مولانا سید گل بادشاہ مرحوم بھی اسی مشرقی کمرہ میں طالب علمی میں قیام پذیر تھے پھر بعد میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تھے،اس کمرہ میں بڑے بڑے اکابر علماء کا قیام رہا، شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا نصیر الدین غورغشتی کا بھی اسی کمرہ میں قیام ہوا کرتا تھا، بہرحال قیام پاکستان کے بعد غالباً سب سے پہلے ملک میں اسلامی سیاست کے اقدار کے تحفظ اور دارالعلوم حقانیہ کے قیام اور استحکام کی باہمی مشاورت اسی کمرہ میں ہوئی۔

قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر کی ہرزہ سرائی پر سینٹ میں تحریک التوا

۱۰ جولائی ۸۶ء: احقر نے سینٹ میں قادیانیوں کے لندن کانفرنس میں مرزا ناصر کی ملک کے خلاف ہرزہ سرائی پر تحریک التوا پیش کی، کہ گزشتہ سال مرزائیوں نے ربوہ کے بجائے لندن میں کانفرنس کا انعقاد کیا اور حکومت بجائے روک ٹوک کے انہیں باہم سہولتیں پہنچاتی ہیں، جبکہ مرزا نے جا کر وہاں یہ تقریر کردی کہ ''اللہ تعالیٰ اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا، اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کردے گا، آپ بے فکر رہیں چند دنوں میں آپ خوش خبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوجائے گا'' اس قدر اہم مسئلہ پر حکومت نے کوئی توجہ نہ دی نہ اینٹلی جنس نے نہ ایف آئی اے نے اور نہ ہی

وزارت داخلہ نے اس کا کوئی نوٹس لیا۔

نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب اور شیخ الحدیث کے خطاب کا شریعت بل کے حوالہ سے حصہ

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کے لئے باقاعدہ داخلہ فارم کا اجراء اور اس سلسلہ میں تکمیلی مراحل شدید گرمی کے باعث ہمیشہ کے معمول ۱۰؍شوال کے بجائے ۱۵ شوال کو شروع ہوئے جبکہ داخلہ کے خواہشمند طلباء ۸؍شوال سے دارالعلوم آنا شروع ہوگئے ۱۵؍شوال تک طلبہ کی کافی تعداد جمع ہوگئی طلبہ کی کثرت اور اژدحام کے پیش نظر بعض اساتذہ دارالعلوم نے بھی داخلہ کے مراحل میں انتظامیہ کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔

فارم کی تصحیح ، رجسٹروں میں اندراج ، ، شرکائے کتاب کی فہرستیں، ترتیبِ اسباق تناسب ودرجہ بندی، تقسیم کتب ، رہائش گاہوں کا تعین ، کمروں کی تقسیم اور اس سلسلہ کے جملہ متعلقہ امور ذی قعدہ کے اوائل تک مکمل کرلئے گئے ، چنانچہ 6؍ذی قعدہ کو باقاعدہ طور ختم قرآن اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت فیوضہم کے درسِ ترمذی شریف سے دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح ہوا۔اس تقریب میں دارالعلوم کے اکابر ومشائخ تمام اساتذہ اور طلبہ دارالعلوم شریک ہوئے ۔دارالحدیث میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی ۔ دارالحدیث کے وسیع ہال کو اپنی تنگ دامنی کی شکایت رہی ۔طلبہ کافی تعداد میں دارالحدیث کے دروازے کے سامنے والے برآمدے میں بیٹھے رہے۔

دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت بل پیش کرنے کا اعزاز بخشا

اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے علم کی فضیلت کے موضوع پر تفصیلی خطاب کے دوران فرمایا:

’’شریعت بل کے پیش کرنے کا اعزاز بھی اللہ نے دارالعلوم کو بخشا ہے، برخوردار سمیع الحق نے شریعت بل پیش کیا تو حکومت نے چال چلی اور کہا کہ شریعت بل میں عوام تمہارے ساتھ نہیں جبکہ پاکستان کے عوام شریعت چاہتے ہیں،حکومت نے شریعت بل مشتہر کردیا، خدا کا فضل تھا اللہ نے توفیق دی ہم نے اس سلسلہ میں تحریک شروع کردی،علماء اور فضلاء سے رابطہ قائم کیا۔ڈویژنوں کی سطح پر علماء کنونشن بلائے۔ مانسہرہ ،مردان اور پشاور میں بڑی بڑی کانفرنسیں ہوئیں، اس کے بعد ہم نے اسمبلی ہال کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام بنایا، آپ نے اخبارات دیکھے ہوں گے،قلیل ترین وقت میں بغیر کسی پیشگی تیاری کے معمولی سی اطلاع پرے۔جولائی کو چار لاکھ سے زائد علماء ،مشائخ عوام ،فضلاء وکلاء اور طلبہ نے مظاہرہ میں حصہ لیا، شدید بارش اور حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود مظاہرہ کامیاب رہا، حکومت حیران ہے، خود ہم حیران ہوئے کہ اسقدر مختصر وقت میں اتنی بڑی تعداد میں دین اور توحید کے پروانے کہاں سے جمع ہوگئے۔

میں اسے غیبی نصرت سمجھتا ہوں، یہ اللہ کی مدد تھی، آسمانی فرشتے تھے، جس نے دین کے وقار اور شریعت بل کی عظمت اور علماء کی عزت کو بڑھا دیا، انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

آپ کو میری حالت معلوم ہے، امراض وعوارض کا مجموعہ ہوں، ایک قدم اٹھانے کی سکت نہیں ہے مگر جب شریعت کی بات تھی' نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا مسئلہ سامنے آیا، شریعت بل کی بات آئی تو میرے پاس کیا ہے جو خدا کے حضور پیش کروں، یہی پرانی اور بوڑھی ہڈیوں کا لاشہ اور ڈھانچہ، آخر میں اندھا بوڑھا، کمزور، گنہ گار لاغر کیا کرسکتا ہوں اور کس کام کا ہوں، تاہم میں نے اس کو نجات کا ذریعہ سمجھا اور عین ممکن ہے کہ باری تعالیٰ اسی راہ پر ہمیں قبول کرکے شاید آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بنادے۔ اس مصروفیت کی وجہ سے دارالعلوم کے افتتاح میں بھی ایک دو روز کی تاخیر ہوئی۔

افتتاح کے دوسرے روز سے باقاعدہ طور پر تمام اسباق شروع ہوگئے اور اب تعلیمی اوقات کے علاوہ بھی درسگاہوں دارالحدیث، مختلف احاطوں، چمن اور مسجد میں طلبہ کے مطالعہ وتکرار کے حلقے، عجیب سماں باندھتے ہیں۔

شریعت محاذ کو فعال کرنے کے لئے ملک کے طول وعرض کے اسفار

چونکہ متحدہ شریعت محاذ کی تجویز وتشکیل میں محرک ناچیز بھی ہے اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے ضعف وعلالت اور امراض وعوارض کی وجہ سے سارا بوجھ میرے کاندھوں پر آن پڑا، اس لئے ۷/ جولائی کے مظاہرہ سے تاحال ملک بھر میں متحدہ شریعت محاذ کی کنوینسنگ، محاذ کو ایک فعال اور بھرپور سیاسی قوت بنا کر شریعت بل منوانے اور ایک مضبوط اور ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنے کے سلسلے میں محاذ کے رہنماؤں کے علاوہ ملک بھر کے دینی وسیاسی رہنماؤں سے مشاورت اور خود محاذ کے ارکان کے شدید اصرار کے پیش نظر تاحال سفر پر ہوں۔ گذشتہ ہفتہ سے کراچی، سندھ، حیدرآباد اور سکھر وغیرہ کے دوروں پر ہوں۔

نمک منڈی پشاور کی جامع مسجد میں متحدہ شریعت محاذ کا جلسہ عام اور خطاب

۹ستمبر ۱۹۸۶ء کو شام ۴ بجے پشاور (نمک منڈی) کی جامع مسجد میں متحدہ شریعت محاذ کا ایک جلسہ عام ہوا جس میں احقر سمیع الحق نے مختصر خطاب فرمایا۔ (نوٹ) خطاب کے بعض حصے الحق کے ادارتی صفحات میں اگست ۱۹۸۶ کے شمارہ میں شائع کئے گئے۔

مولانا مفتی سیف اللہ حقانی کی بحیثیت مدرس تقرری

سال رواں سے دارالعلوم کے ایک قدیم فاضل اور قابل ولائق مدرس مولانا سیف اللہ حقانی کی بھی بحیثیت مدرس تقرری کردی گئی ہے۔ موصوف کا تعلق سالار خیل لکی مروت سے ہے۔

دارالحفظ کی دوسری منزل کی تکمیل اور حقانیہ سکول کی نئی دومنزلہ تعمیر کا آغاز

رمضان المبارک اور شوال میں بحمداللہ بڑی تیزی سے دارالحفظ والتجوید کی دوسری منزل کی تعمیر بھی مکمل کر دی گئی ہے۔ جس میں 4 درسگاہیں۔ ایک وسیع ہال، غسل خانے، بیت الخلاء، مطبخ وغیرہ کے علاوہ مسافر طلبہ کے لئے رہائشی کمروں کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیدینے کے پیش نظر ایک خاص منصوبہ بندی سے دومنزلہ نئی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جس میں درسگاہیں، دفاتر، گودام، مختلف برآمدے اور دیگر متعلقہ کمروں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ نئی تعمیرات میں درسگاہوں کی تعداد بڑھادی گئی ہے۔ تاکہ کلاسوں میں طلبہ کی کثرتِ تعداد کے پیش نظر اگر انہیں مختلف سیکشنوں میں تقسیم کر دیا جائے تب درسگاہیں کافی ہوسکیں گی

شیخ الحدیث کے ملفوظات دربارہ تدریس وفضلائے حقانیہ:

شیخ الحدیث والد ماجد نے فرمایا کہ الحمدللہ آج دارالعلوم کے فضلاء کے بارے میں بڑی تسلی بخش خبریں موصول ہورہی ہیں جہاں پہنچتے ہیں وہاں نور پھیلتا ہے اور خیر و برکت کا ورود ہوتا ہے، یہ سب مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی برکتیں ہیں جو دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں اسکی روحانی اولاد کو حاصل ہورہی ہیں۔

ملاقات کے لئے آنے والے فضلاء سے فرمایا کہ تدریس کی نعمت کی قدر کریں، بہت بڑی نعمت ہے، تنخواہ کا خیال نہ کریں دنیا سے اعراض کریں، صبر کریں آج اگر دنیا کو ٹھوکر مارو گے تو کل خود پاؤں پڑ کر منائے گی، ہمارے لئے اللہ نے علم دین اور پھر تدریس و خدمت دین کے مواقع مہیا کر کے بہت بڑا احسان ہے اگر ساری زندگی مسجدوں میں گزر جائے ہر زبان خدا کی ذکر وشکر کرتی رہے تو اللہ کا شکر نہیں ادا کیا جاسکتا۔

شیخ الحدیث کا صدر ضیاء الحق پر اتمام حجت واظہار حق

۱۸ جولائی: شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اپنی نجی محفل میں فرمایا کہ ۱۰ جولائی کو اچانک صدر ضیاء الحق صاحب نے مجھے اطلاع کئے بغیر گورنمنٹ ہاسٹل میں میرے کمرے میں آئے اور پون گھنٹہ تک بیٹھے رہے، مختلف باتیں ہوتی رہیں، اس دوران میں نے ان پر واضح کر دیا کہ تمہاری حکومت نے اللہ کی طرف سے دی ہوئی ۹ سال کی طویل مدت ومہلت ضائع کر دی، اب بھی موقعہ ہے کہ شریعت بل کو منظور کرالو، ورنہ اندیشہ ہے کہ آپ کے لئے اور پوری قوم اور ملک کے لئے اتمام حجت ہو، ان کا اصرار تھا کہ حکومت سے مذاکرات کے ذریعہ شریعت بل کے آئینی سقم دور کرنے پر باہمی مشاورت کرنی چاہیے، میں نے دوٹوک کہہ دیا کہ شریعت بل میں کوئی سقم نہیں ہے اس کی ہر دفعہ واضح اور صاف ہے جرات کی ضرورت ہے ایمانی جذبہ چاہیے

دارالعلوم کی لائبریری کے لئے قدیم وجدید ضخیم دینی کتب کی خرید

احقر کی عشرہ آخیرہ رمضان المبارک میں سعودی عرب بغرض عمرہ حاضری ہوئی، جہاں قیام کے دوران اہم مکتبوں سے دارالعلوم کے کتب خانہ کے لئے قدیم و جدید اہم علمی و تاریخی اور تفسیر وحدیث کی معتبر کتابیں خریدیں، تفسیر المراغی ۳۰ جلد، جامع البیان ۱۵ جلد، زاد المسیر ۹ جلد، العقد الثمین ۸ جلد، طبقات الکبری ۶ جلد، تغلیق التعلیق ۵ جلد، کتاب الجرح والتعدیل ۹ جلد، اعلام زرکلی ۸ جلد، التمہید لابن عبدالبر ۱۰ جلد، بحقۃ الاشراف لمعرفۃ الاطراف ۱۳ جلد، اسی نوع کی چھوٹی بڑی اور کئی کئی جلدوں پر مشتمل دیگر سینکڑوں کتابیں جن سے کتب خانہ کی افادیت یقیناً بے حد بڑھ جائے گی۔

دارالحفظ کی تعمیر منزل دوم کی تکمیل

نومبر ۱۹۸۶: شعبان سے دارالحفظ والتجوید کی تعمیر جدید اور بالائی منزل کے لئے جو تعمیری کام شروع ہوا تھا بحمدللہ وہ اب مکمل ہوگیا ہے، نچلی منزل کی طرح بالائی منزل میں بھی درسگاہیں، دارالاقامہ، استقبالیہ دفتر مطالعہ گاہ، بڑا ہال، فلش سسٹم، غسل خانے اور چہار طرفہ کشادہ برآمدہ رکھا گیا ہے، طلبہ کی کثرت کے پیش نظر دارالحفظ میں مزید تین اساتذہ کا تقرر کیا گیا، بالائی منزل میں فی الحال تین نئی کلاسیں بھی شروع کردی گئی ہیں۔

تعلیم القرآن کو ہائی سکول کا درجہ دینا

اسی طرح دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن مڈل سکول کو اب ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے، جگہ کی تنگی اور طلبہ کے اژدحام کے پیش نظر ایک خاص نقشہ ومنصوبہ بندی سے اس پر دوسری سٹوری (بالائی منزل) کا کام بڑی تیز رفتاری سے جاری ہے تاہم خدا کا شکر ہے کہ تعمیری کام سے تعلیمی کام متاثر نہیں ہوا، نچلی منزل میں باقاعدہ طلبہ کی کلاسیں لگتی ہیں اور اسباق جاری ہیں۔

متحدہ شریعت محاذ کے صدر کا انتخاب

۲۵۔ اکتوبر کو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم، احقر لاہور گئے، جہاں جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں متحدہ شریعت محاذ کے علماء ومشائخ کنونشن میں شرکت کی جس میں ملک بھر سے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء ومشائخ، سیاسی رہنما اور دانشور حضرات نے خطاب کیا، اور شریعت بل کی منظوری، نفاذ اور نظام شریعت کی فوری ترویج واجراء کے سلسلہ میں متفقہ لائحہ عمل اور ملک گیر سطح پر تحریک شریعت کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، اسی روز نماز عشا کے بعد لاہور میں شریعت محاذ کی مرکزی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شریعت محاذ کی تشکیل نو کی گئی اور متفقہ طور پر حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق

دامت فیوضہم کو شریعت محاذ کا باضابطہ صدر منتخب کیا گیا، محاذ میں اب تک دیوبندی بریلوی، اہل حدیث اور جماعت اسلامی کے علاوہ تقریباً ۲۲ تنظیمیں شامل ہو چکی ہیں۔

جان بلب مریض کا نسخہ شفا نظام شریعت کا نفاذ

اکتوبر ۸۶: ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء سے لے کر ریفرنڈم ۱۹۸۵ء کے الیکشن، مسلم لیگ کی حکومت کی تشکیل اور وزارتوں کی بندربانٹ تک مارشل لاء کے خاتمے، سیاست دانوں کے اکٹھ مطالبات، جلسوں جلوسوں، شوروہنگامہ اور بے نظیر کی آمد سے لے کر ماسکو اور لندن میں ملک کو ٹکڑے بخرے کرنے کی منصوبہ بندیوں، سادہ لوح عوام کے سروں کی سودابازی اور نظام شریعت کے خلاف شرم وحیا سے عاری خواتین سے اسمبلی ہال کے سامنے مظاہرہ کرانے تک، اندرون ملک تشتت وانتشار علیحدگی پسندانہ رجحانات لیکر ملکی سرحدات پر متنبہ کرنے والے اندیشوں وخطرات تک محرم کے فسادات سے لے کر سندھ وکراچی کے حالیہ غیر یقینی حالات تک غرض جس پہلو سے بھی غور کیا جائے اور روزانہ کے واقعات، حالات ومشاہدات اور قرائن وآثار کو سامنے رکھا جائے، تو کون ہے جسے مریض کے جاں بلب ہونے کا یقین نہ ہو، سب جانتے ہیں کہ مرض جاں گسل ہے حکیم حاذق ہو یا عطائی ہو ادنی سوجھ بوجھ رکھنے والے عام شہری سب کو مرض کی تشخیص بھی ہو چکی ہے، علاج کے لئے قوت اور وسائل اور اسباب سب کچھ موجود ہیں، مگر نسخہ شفا کو استعمال کرنے کے بجائے محض ورد پر اکتفا کرنے یا اندر کی جوہری دوا کو تبدیل کر کے محض لیبل لگانے پر اصرار کیا جا رہا ہے، ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ یہ مریض کو جان سے مار ڈالنے کے عزائم ہیں جب روح مضمحل ہو کر نکل جاتی ہے تو جسم کو بھی دفن کر دیا جاتا ہے ولا فعلها الله

خدا سے خیر مانگو آشیاں کی نظر بدلی ہوئی ہے آسمان کی

مملکت خداداد پاکستان کا مزاج اس کے بقاء وقیام اور استحکام کی روح صرف اور صرف نظام شریعت کے نفاذ ہی میں ہے، یہی وجہ ہے کہ چالیس سال سے علماء ومشائخ ملک کے جسور وغیور باشندے اور جمہور مسلمان متفقہ طور پر نفاذ شریعت ہی کا مطالبہ کرتے آئے ہیں اور اب جبکہ عمر مملکت کے چالیس سال پورے ہو رہے ہیں، علماء کی طرف سے بطور انذار وتنبیہ اور اتمام حجت کے پارلیمنٹ میں نظام شریعت کے مکمل نفاذ کے لئے شریعت بل پیش کر دیا گیا ہے مگر حیرت ہے کہ ارباب اقتدار اور لادینی سیاست دان آپس میں ہزاروں اختلافات کے باوجود نظام شریعت سے نقطہ مخالفت پر متحد ہو گئے ہیں، وجہ ظاہر ہے کہ نظام شریعت کے ذریعہ منافقانہ حکومت اور لادین سیاستدانوں کی مکیاولی

سیاست ناکام اور بدترین نظام کا استحصال کر کے خالص آسمانی وروحانی اور قرآنی نظام قائم کردیا جائے گا، چونکہ شریعت بل یا نظام شریعت کسی فرد یا پارٹی، کسی فرقہ یا جماعت یا محض اقتدار کی تبدیلی کا نام نہیں بلکہ تبدیلی نظام اور فک کل نظام ہے، اس لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کی دعوت پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مشائخ عظام، علماء کرام، سیاسی زعما اور دانشور حضرات اپنے گروہی و جماعتی وابستگیوں سے بالاتر رہ کر متحدہ شریعت محاذ کے پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے اور محاذ کے قیام وتشکیل میں بھرپور حصہ لیا، محاذ کے پہلے اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کومحاذ کا صدر مقرر کیا گیا۔

الحمدللہ شریعت محاذ یوم تاسیس سے اب تک کی قلیل مدت میں پورے ملک کی ایک عظیم تحریک بن کر اسلامیانِ پاکستان کے دلوں کی دھڑکن بن گیا، ۷۔جولائی کو اسمبلی ہال کے سامنے عظیم الشان تاریخی مظاہرہ کے علاوہ پورے ملک میں پرامن جلسوں، جلوسوں اور رہمہ گیر احتجاجی مظاہروں سے فضا ایک بار پھر نظام شریعت سے گونج اٹھی، اور اب نیتجتاً ۲۶ ؍اکتوبر کو ملک کے چاروں صوبوں سے جملہ مکاتب فکر کے اکابر علما، مشائخ و رہنما ، سیاسی زعما، دانشور اور وکلا کا جامعہ نعیمیہ لاہور میں ایک عظیم الشان نمائندہ اجلاس منعقد ہوا، شرکائے اجلاس نے متفقہ طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا اور شریعت محاذ کی تشکیل نو کے موقع پر انہیں شریعت محاذ کا باقاعدہ طور پر صدر منتخب کرلیا گیا، اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ علماء کے پیش کردہ شریعت بل پر تمام مکاتب فکر کے ارباب علم وبصیرت متفق ہیں، لہٰذا محاذ کے رہنما وقائدین اور کارکن اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پارلیمنٹ اور سپریم کورٹ سے لے کر ضلع وتحصیل و تھانہ کی سطح تک عدالتی نظام میں شریعت کو مکمل طور پر نافذ نہیں کردیا جاتا۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ تحریک شریعت کا آغاز ۱۸؍نومبر کو اسمبلی ہال کے سامنے ملکی سطح پر ایک عظیم الشان جلسہ اور بھرپور مظاہرہ سے کیا جائے ،چنانچہ اس سلسلہ میں صوبائی اور ضلعی سطح پر شریعت محاذ کے زیراہتمام کمیٹیاں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

جملہ بہی خواہان ملت اور تمام اہل اسلام کا فرض ہے کہ تحریک شریعت کے اس نازک ترین اور اہم موڑ پر خلوص وللّٰہیت، اتحاد ویکجہتی، حمیت وسرفروشی اور ایثار وقربانی کا ثبوت دیں اور ممکن حد تک اپنے وسائل وذرائع بروئے کار لاکر اس مظاہرہ کو کامیاب بنائیں، انشاء اللہ تحریک نفاذ شریعت کی پیش رفت کے سلسلہ میں یہ مظاہرہ انقلاب آفرین ثابت ہوگا واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی باڈی کیلئے امیر مولانا عبداللہ درخواستی اور بطور سیکرٹری جنرل

احقر سمیع الحق کا انتخاب

۸۔۹۔۱۰ نومبر: احقر نے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے (رائیونڈ) لاہور حاضر ہوا، اس موقع پر ۱۰ نومبر کو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے انتخابی اجلاس میں شرکت کی، کئی ہزار علماء کرام کے اس اجلاس میں متفقہ طور پر آئندہ تین سال کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کو امیر اور احقر (سمیع الحق) کو جنرل سیکرٹری منتخب کرلیا گیا، احقر بصد الحاح آخر تک مصروفیات اور اس منصب جلیلہ کے لائق نہ ہونے کی وجہ سے اس منصب جلیلہ سے انکار کرتا رہا مگر حضرت درخواستی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اس فیصلہ میں غیبی اشارات بھی شامل ہیں، اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو انکار کی مجال نہیں۔ مجھے استخارہ میں یہی فیصلہ کرنے کا حکم ملا ہے۔

ایوان صدر اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جلسہ ومظاہرہ

۱۸۔نومبر: متحدہ شریعت محاذ کے فیصلے کے مطابق صدر محاذ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور احقر محرک شریعت بل، ایوان صدر اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہونے والے عظیم جلسہ اور احتجاجی مظاہرے میں شرکت کے لئے اسلام آباد گئے، مسلمانوں کی حاضری اور مظاہرہ کی روح پرور جھلک دیدنی تھی، لاہور گوجرانوالہ ،چکوال، جہلم، پشاور اور دسیوں مقامات سے آنے والے سینکڑوں بسوں کو حکومت نے راستے میں روک دیا تھا، مگر اس کے باوجود حاضرین کی کثرت سے اسمبلی ہال کے سامنے والے میدان کو اپنی تنگ دامنی کی شکایت رہی، ۵ گھنٹے کے اس طویل و پروقار مظاہرہ وعظیم جلسہ کی صدارت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت برکاتہم نے کی، احقر کے علاوہ محاذ کے دیگر مرکزی قائدین نے بھی خطاب فرمایا، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دارالعلوم کی امتحانی کمیٹی کے بعض اہم فیصلے اور سہ ماہی امتحانات

حسب سابق اس سال بھی صفر کے اولین عشرہ میں دارالعلوم کے سہ ماہی امتحانات کا انعقاد ہوا، امتحانات سے قبل طلبہ نے امتحانات کی خوب تیاری کی،قرب امتحان کے ایام میں دارالعلوم کی مسجد، دارالحدیث اور درسگاہوں میں طلبہ کے درس ومطالعہ اور بحث وتکرار سے زبردست کیف آور اور روح پرور سماں بندھا رہا۔ امتحانی کمیٹی نے جو احقر کی نگرانی میں دارالعلوم کے پانچ اساتذہ پر مشتمل ہے اس سال طلبہ کے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے امتحانات کے سلسلہ میں درج ذیل اہم فیصلے کئے:

۱: دارالعلوم کے طلبہ دورہ حدیث اور دیگر تمام درجات کے طلبہ کا امتحانی ہال ایک مقرر ہوا، اندرون مسجد ہال کے علاوہ باہر کا صحن استعمال ہونے کی صورت میں باقاعدہ ٹینٹ وغیرہ لگانے کا انتظام کیا جائیگا۔

۲: سہ ماہی امتحانات مین بھی شرکائے امتحان کو باقاعدہ طور پر رول نمبر جاری کئے جائیں گے اور روزانہ کی نشست گاہیں بھی بدل دی جاتی رہیں گی۔

۳: نتائج مکمل ہونے کے بعد ایک تقریب کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا جس میں دارالعلوم کے اساتذہ ومشائخ اور طلبہ کے علاوہ ان کے سرپرست بھی شریک ہوں گے، اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اپنے ہاتھ مبارک سے ہر جماعت میں اول، دوم اورسوم آنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائیں گے۔

۴: سال رواں سے نتیجہ کارڈ طبع کرایا جارہا ہے جس میں امتحانات کے مکمل نتائج کا اندراج کر کے طلبہ کے والدین ،خاندانی بزرگ اور سرپرست کے نام ارسال کیا جائے گا تاکہ انہیں اپنے عزیز کی تعلیمی کارکردگی اورعلمی معیار کا اندازہ ہوسکے۔

ڈویژن کی سطح کے افسران کا دارالعلوم میں دوروزہ تربیتی پروگرام

۵۔۶ نومبر: حسب سابق اس سال بھی رورل اکیڈمی کے تحت زیرتربیت ڈویژن کی سطح کے افسران کی ایک جماعت دو روز کے تعلیمی اور تربیتی پروگرام پر دارالعلوم حقانیہ تشریف لائی، جس میں تینوں صوبوں سرحد، پنجاب اورسندھ کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے افسران شریک تھے۔

شرکائے وفد پہلے روز صبح ساڑھے نو بجے پشاور سے دارالعلوم تشریف لائے تو کتب خانہ میں احقر کے ساتھ ان کی تعارفی نشست ہوئی، جہاں احقر نے انہیں ضیافت بھی دی اس کے بعد حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب (اٹک) جو میری دعوت پر تشریف لائے تھے، نے اسلام میں عظمت انسان کے موضوع پر مفصل لیکچر دیا جو ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا جس کے بعد شرکائے وفد نے دارالحدیث میں طلبہ دورہ حدیث کے ساتھ احقر کے درس ترمذی میں شرکت کی جو گھنٹہ بھر جاری رہا، درس ختم ہوا تو تمام آفیسرز دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوکر زیارت وملاقات اوردعاؤں سے مستفید ہوئے، اسی روز دوسری نشست دو بجے ظہر شروع ہوئی ،مولانا عبدالقیوم حقانی نے ''اسلام میں نظام خلافت او رپاکستان میں نفاذ اسلام'' کے موضوع پر درس دیا اوردرس کے آخر میں ۳۰ منٹ کی نشست میں حاضرین کے اعتراضات اورسوالات کے جوابات بھی دیئے۔

دوسرے روز ۱۰ بجے پہلی نشست ہوئی، مولانا مفتی غلام الرحمٰن نے پونے دو گھنٹے تاریخ وفقہ اسلامی کی اہمیت کے موضوع پر مفصل درس دیا اور سامعین کے شکوک وشبہات اوراعتراضات کے جواب بھی دیئے، پونے بارہ بجے ''شریعت بل اور۷۳ء کے آئین کے موضوع پر مولانا عبدالقیوم حقانی کا لیکچر ہوا، علاوہ ازیں انہوں نے اسی نشست میں حالات حاضرہ اہل اسلام کی ذمہ داریاں اور ملک کی تازہ ترین سیاسی صورتحال

پر بھی اسلامی نقطہ نظر سے سوال و جواب کی نشست میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اختتامی تقریب میں جناب منہاج الدین خان صاحب اور جناب خان محمد صاحب بھٹی نے اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث برکاتہم اور احقر، دارالعلوم کے اساتذہ و انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا، انہوں نے اپنی تقریر میں دارالعلوم کے اساتذہ کے انداز بیان، اپنے موضوع پر مختصر مگر جامع درسوں پر شرکائے وفد کے اطمینان اورسوال و جواب کی نشستوں میں اساتذہ کی وسیع النظر، خندہ پیشانی اور تشفی بخش جوابات و ازالہ شکوک وشبہات کو اپنے دو روزہ پروگرام کا خلاصہ قرار دیا۔

شاہ ابرارالحق خلیفہ حضرت تھانوی کی آمد

۱۷ نومبر: حضرت العلامہ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل اکابر علماء دیوبند اور اسلاف کی یادگار پاکستان تشریف لائے تو ۱۷ نومبر کو دارالعلوم حقانیہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت تھانویؒ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی کے برخوردار بھی ان کے ہمراہ تھے۔اس موقع پر دارالحدیث میں طلبہ دارالعلوم سے مختصر مگر جامع اور ایمان افروز خطاب بھی فرمایا

جمعیت کے سیکرٹری جنرل کی ذمہ داری سنبھالنے پر حقانیہ میں استقبالیہ

احقر کے جمعیۃ علماء اسلام کی نئی ذمہ داریوں اور نظامت علیا کے پیش نظر دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ اور جمعیۃ علما اسلام اکوڑہ خٹک کے کارکنوں کا بھی ملک کے دیگر اضلاع کے جماعتی اکابر اور کارکنوں کی طرح دارالعلوم میں مجھے استقبالیہ دینے کا اصرار تھا مگر میں اپنے گھر میں ایسی تقریبات کو پسند نہ کرنے اور مسلسل مصروفیات جماعتی و تنظیمی اسفار، متحدہ شریعت محاذ اور سینٹ کے اجلاسوں میں شمولیت کی وجہ سے ملتوی کرتا رہا۔

۷ فروری کو حسن اتفاق سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری اور جمعیۃ کے دیگر مرکزی رہنماؤں کی دارالعلوم تشریف آوری کے موقع کو غنیمت سمجھ کر جمعیۃ کے کارکن استقبالیہ تقریب کے انعقاد میں کامیاب ہوگئے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم نے اس استقبالیہ کی صدارت کی ، دارالعلوم کے مشائخ و اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ ضلع ہزارہ ،مردان ، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، بلوچستان اور پنجاب سے جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلبا اسلام کے مرکزی رہنماؤں اور کارکنوں نے شرکت کی دارالحدیث کا وسیع ہال اور سامنے کا برآمدہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا یہ پروگرام گھنٹہ بھر جاری رہا۔

۲۲ محرم الحرام اور ۷ ستمبر یوم وفات کی مناسبت سے

مولانا حافظ ابوالمعز عرفان الحق اظہار حقانی
استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی داستانِ حیات، ماہ وسال کے آئینہ میں

شیخ الحدیث جدی المکرّم حضرت مولانا عبدالحقؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کے قائم کردہ عظیم دینی ادارہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات اظہر من الشّمس ہیں، دارالعلوم کے ایک فرزند کا کہنا ہے کہ وہ ایک دفعہ شیخ الحدیثؒ کے مزار پر رات کو مراقبہ میں منہمک تھا، کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ "مات عبدالحق ولکن لم یمت فیضانہ" (شیخ) عبدالحق اس فانی دنیا سے رحلت کر گئے، لیکن ان کا فیض جاری وساری ہے۔ یہ وہ بات ہے جیسے ہر کوئی محسوس کر رہا ہے، نہ صرف شرق وغرب اور اقصائے عالم میں اس کے فارغ التحصیل فرزندان حقانیہ قال اللّٰہ و قال الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے زمزمے بلند کر رہے ہیں، بلکہ سیاسی، جہادی، رفاہی، تالیفی، تبلیغی اور روحانی غرض ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے لوگوں میں حقانیین، سرفہرست نظر آئیں گے۔

یہ سب کچھ شیخ الحدیثؒ کی اخلاص اور انتھک جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ آج ان کی رحلت کے تیس برس ہو چکے۔ اسی مناسبت سے قارئین کے سامنے آپؒ کے مختصر سوانحی احوال ماہ وسال کی ترتیب پر نئے انداز سے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صالحین کے ذکر پر رحمت کا مورد ٹھہرا کر ان کے نقوش پا پر چلنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمادے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۹۰۸ء: اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

۱۹۱۳ء: تخمیناً چار سال چار ماہ کی عمر میں آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی۔

۱۹۱۴ء۔۱۹۱۵ء: قرآن پاک ناظرہ اور واجبی ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد (الحاج مولانا معروف گل صاحبؒ) سے حاصل کی۔

۱۹۱۶ء: اکوڑہ خٹک کے دو دیندار علماء الحاج تاج محمدؒ اور مولانا شیخ محمد عمرؒ سے خط و کتابت اور پڑھنا سیکھا۔

۱۹۱۸ء: فارسی نظم کی کتابیں گاؤں میں حاجی صاحبؒ مسجد قصابان کے نام سے معروف عالم دین مولانا عبدالرحیمؒ سے جبکہ علم صرف کی کتاب زنجانی حضرت مولانا عبدالقادر صدیقیؒ سے پڑھی۔

۱۹۱۹ء: باقاعدہ طور پر تعلیم کے لئے پہلا سفر قصبہ اکھوڑی ضلع اٹک کی طرف مولانا گوہر دین صاحبؒ سے صرف پڑھنے کے لئے اختیار کیا۔

۱۹۲۰ء: مردان، گوجر گڑھی مسجد ڈاگ میں ایک معروف نحوی عالم سے نحو کی کتب پڑھنے کے لئے گئے۔

۱۹۲۱ء: پشاور کے مضافات موضع ملوگی میں ایک خدارسیدہ بزرگ مولانا سید توکل شاہ معروف بہ کوہستان باباجیؒ سے نحو کی معروف کتاب کافیہ میں کسب فیض پانے کے لئے سفر اختیار کیا، تقریباً دو سال وہیں قیام کیا۔ اسی سال آپ کے والد الحاج مولانا معروف گل صاحبؒ نے ہجرت کابل کے لئے تیاری مکمل کی تاہم ہجرت کی نوبت نہ آئی۔

۱۹۲۳ء: جلالیہ علاقہ چھچھ کے معروف نحوی عالم مولانا عبداللہؒ سے ''شرح ملا جامی'' پڑھی۔

۱۹۲۴ء: مردان کے موضع طورو میں مختلف اساتذہ کرام سے ''شرح ملاجامی'' اور ''منطق'' کی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۲۵ء: ترنگزئی میں منطقی ملا صاحبؒ کے نام سے مشہور معقولات کے ماہر استاد سے بدیع المیزان پڑھی۔

۱۹۲۶ء: امازو گڑھی میں چند ماہ تک چکیسر صاحب حقؒ سے ملاحسن کا مقدمہ پڑھا۔

۱۹۲۸ء بمطابق ۱۳۴۵ھ: امروھہ، میرٹھ اور گلاوٹھی میں مختلف ماہرین علماء سے ریاضی، منطق اور فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ اولین پڑھیں۔

۱۹۲۹ء بمطابق ۱۳۴۷ھ: دارالعلوم دیوبند پہنچے جہاں شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کو داخلہ امتحان دیکر دیوبند میں کسب فیض پانے کا آغاز کیا۔

۱۹۳۳ء بمطابق ۱۳۵۲ھ: عرصہ پانچ سال تک دیوبند میں پڑھ کر فراغت حاصل کی اور پھر اسی سال مولانا نبیہ حسنؒ کی رحلت کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند میں مدرس تجویز ہوئے تاہم بعض معاصرین کی چشمک کی وجہ سے معذرت اختیار کی۔

۱۹۳۳ء بمطابق ۱۳۵۲ھ: والد کے حکم پر اپنے محلّہ کی مسجد واقع محلّہ ککے زئی اکوڑہ خٹک میں حسبۃ للہ درس

وتدریس شروع کی، کچھ عرصہ بعد طلباء کی کثرت کے بنا پر آپؒ کے والد نے معاونت کے لئے ایک دوسرا مدرس مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ آف کوٹھا فاضل دیو بند کا تقرر بھی اپنی جیب خاص سے کیا۔

۱۹۳۵ء: جناب عبدالغفارؒ آف جہانگیرہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ تقریب نکاح میں علاقہ بھر کے جید علماء نے شرکت کی، رات بھر جہانگیرہ میں مجلس وعظ رہا۔ اس موقع پر انگریزوں سے ہر قسم کی اعانت حرام ہونے کا فیصلہ لکھوایا گیا جس پر سرحد بھر کے تمام ممتاز علماء نے دستخطیں کیں۔

۱۸ستمبر ۱۹۳۶ء: آپؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا سمیع الحق مدظلہ پیدا ہوئے۔

جون ۱۹۳۷ء: آپؒ نے انجمن تعلیم القران کے نام سے اکوڑہ خٹک میں ایک اسلامی سکول کی بنیاد رکھی۔

۱۹۳۷ء: آپؒ نے صبح کی نماز کے بعد عوامی مطالبہ پر درس قرآن کا آغاز کیا۔

۲۶نومبر ۱۹۳۷ء بمطابق ۲۲رمضان ۱۳۵۶ھ: اکوڑہ خٹک میں خاکساروں اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے درمیان علامہ مشرقی کے کفریہ عقائد کے بارے میں جو مشہور مناظرہ ہوا، اس میں آپؒ کو اپنے علمی رسوخ کی بنیاد پر حکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کیا گیا۔

۹مئی ۱۹۳۸ء: شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ آپؒ کی دعوت پر اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور آپ کے قائم کردہ سکول کا معائنہ اور باضابطہ سنگ بنیاد رکھا۔

۱۹۳۹ء: آپؒ دوسرے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی مدظلہ کی پیدائش ہوئی۔

۱۹۴۱ء: آپؒ نے لاہور میں جمعیت علماء ہند کے عظیم الشان کانفرنس منعقدہ باغ بیرون دہلی دروازہ میں اپنے ہم سبق برادر نسبتی مولانا عبدالحنانؒ (جہانگیرہ) کیساتھ شرکت کی اور حضرت مدنیؒ کی خدمت میں وہاں دو روز ساتھ رہے۔

۱۹۴۲ء: آپؒ کے تیسرے صاحبزادے مولانا انوار الحق مدظلہ پیدا ہوئے۔

اکتوبر ۱۹۴۳ء بمطابق شوال ۱۳۶۲ھ: دارالعلوم دیو بند کے ارباب حل وعقد اور حضرت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اصرار پر اپنے مادر علمی میں تدریسی خدمات کے لئے پہلے عارضی تقرر ہوا اور پھر بہت جلد یکم محرم الحرام ۱۳۶۲ھ کو شہرت و مقبولیت کے پیش نظر دارالعلوم دیو بند میں مستقل مدرس قرار دئے گئے۔

۱۹۴۴ء: سب سے چھوڑے فرزند (قبلہ والد ماجد) الحاج مولانا اظہار الحق مدظلہ کی پیدائش ہوئی۔

جولائی ۱۹۴۷ء بمطابق شعبان ۱۳۶۶ھ: آپؒ سالانہ تعطیلات گزارنے دیوبند سے اکوڑہ خٹک تشریف لائے اس سال ارادہ تھا کہ اہل خانہ اور بچوں کو بھی ساتھ لے جا کر وہیں مستقل بس جاؤں گا، تاہم تقسیم ہند کے ہنگاموں اور فسادات کی وجہ سے اہل وعیال تو کیا خود بھی دیوبند جانا مقدور نہ ہوسکا۔

۲۳ستمبر ۱۹۴۷ء بمطابق، ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ: اپنے گھر کے ساتھ والی مسجد میں ان طلباء کے اصرار پر جو کہ ہندوستان جانے سے فسادات کے سبب رہ گئے تھے، درس دینا شروع کیا بس یہی سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ غیر ارادی طور پر معرض وجود میں آیا۔

۱۹۴۸ء: آپؒ کو متحدہ ریاستہائے بلوچستان کے مرکزی عہدہ قاضی القضاۃ کی پیشکش کی گئی ، جسے آپؒ نے معذرت کے ساتھ ٹھکرادیا۔علامہ شمس الحق افغانیؒ اس کے لئے مصر تھے۔

۳مئی ۱۹۴۹ء بمطابق رجب ۱۳۶۸ھ: آپؒ کے والد ماجد الحاج مولانا معروف گلؒ اس دار فانی سے مختصر علالت کے بعد دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے۔

۲۷، ۲۸مئی ۱۹۵۰ء بمطابق ۹،۱۰/شعبان ۱۳۶۹ھ: قیام حقانیہ کے تیسرے تعلیمی سال کے اختتام پر آپؒ نے پہلی باضابطہ بڑی دستار بندی کی تقریب کا انعقاد فرمایا، جس میں اس گلشن علوم اسلامیہ کی کارکردگی قوم وملت کے بہی خواہوں کے سامنے رکھ دی اس تقریب کی مکمل رپورٹ پشاور کے ہفت روزہ ’’البلاغ‘‘ کے ۸/ جون کے شمارہ میں مولانا سعید الدین شیر کوٹیؒ کے قلم سے شائع کی گئی۔اس پرچہ کے بانی مولانا عماد الدین انصاری اکابر دیوبند میں سے تھے۔

۱۹۵۲ء: حج بیت اللہ شریف ادا کرنے حجاز مقدس پہنچے، جہاں سینکڑوں تلامذہ آپ کی اقامت گاہ پر وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے تھے۔

نومبر ۱۹۵۲ء: وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے آپ کو دیگر آٹھ علماء کے ہمراہ ملکی آئین واسلامی قانون سازی کے سلسلہ میں مشاورت کیلئے کراچی مدعو کیا، جہاں علماء نے دو دنوں کے طویل غور وخوض کے بعد آئین پاکستان کے اسلامی خدوخال کے لئے بنیادی تجاویز پیش کئے۔

۱۱جولائی ۱۹۵۳ء: ملتان میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اجلاس میں شرکت کی۔

۶ستمبر ۱۹۵۳ء: درالعلوم حقانیہ کیلئے برلب سڑک مستقل زمین خریدی گئی اوراس کی احاطہ بندی شروع کی گئی۔

۱۹۵۳ء: قادیانیت کے خلاف تحریک میں دیگر علماء کے ساتھ مل کر اپنی دینی ذمہ داری بھرپور انداز سے

نبھاتے رہے۔

۲۶ مارچ ۱۹۵۴ء: حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے، جہاں جلسہ کی ایک نشست کی صدارت آپ نے فرمائی۔

اکتوبر ۱۹۵۵ء: حقانیہ کی مجلس شوری کے مشاورت سے دارالعلوم حقانیہ کے لئے ایک عظیم الشان بلڈنگ کے کام کا آغاز کیا گیا۔

رمضان ۱۳۷۵ھ: آپؒ نے علاقہ بھر میں احیاء سنت وترک رسومات کی تحریک چلائی اور لوگوں کو شریعت کے مطابق شادی بیاہ سادہ طور طریقہ سے کروانے کی ترغیب دی۔ جس کے بدولت یومیہ ۲۰،۲۰ نکاح سادہ طور پر انجام پائے۔

۲۵ جنوری ۱۹۵۶ء: آپؒ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر منتخب ہوئے۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹ جون ۱۹۵۶ء: الجزائر کے عظیم انقلابی رہنما شیخ بشیر الابراہیمیؒ آپ سے ملاقات کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور یہاں ایک بڑے جلسہ سے خطاب فرمایا، جلسہ میں الجزائر کے مجاہدین آزادی کے تعاون کے لئے مولانا عبدالحقؒ کی سرپرستی میں کمیٹی بھی قائم کی گئی۔

۱۷/مارچ ۱۹۵۷ء بموافق ۱۴ شعبان ۱۳۷۶ھ: دارالعلوم حقانیہ کی جدید عمارت اور دارالحدیث کا افتتاح آپؒ نے بدست حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کروایا۔

۲۲ فروری ۱۹۵۸ء: دارالعلوم میں زعیم ملت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وفات پر تعزیتی اجلاس میں ایک گھنٹہ خطاب فرمایا اور آخر میں ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کروائی۔

۲۲ شعبان ۱۳۷۷ھ موافق ۱۴/مارچ ۱۹۵۸ء: مدینہ منورہ کے مشہور عالم شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ کے دست مبارک سے دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد کا بنیاد رکھوایا۔

۳۰/اپریل ۱۹۵۹ء: آپؒ حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی دعوت پر ٹنڈو اللہ یار کے معروف مدرسہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں صدر پاکستان ایوب خان سے بھی ملاقات رہی۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ: آپؒ کی صدارت میں اٹلی کے رسوائے زمانہ کمپنی جس نے حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فلم بنانے کی جسارت کرنی چاہی، کے خلاف ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں منعقد ہوا جس سے آپؒ نے تفصیلی خطاب فرمایا۔

۲۵/اگست ۱۹۶۵ء: آپؒ دارالعلوم کراچی میں ملک بھر کے اکابرین علماء کے اجلاس میں شرکت فرمائی اس اجلاس میں مجلس دعوت واصلاح کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے مقاصد مغربی تہذیب، لادینی مساعی اور قرآن وسنت میں تحریفی سرگرمیوں کو روکنا اور دینی تعلیم کی اشاعت جیسے اہم امور مقرر ہوئے۔

۱۷/مئی ۱۹۶۵ء: دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن اسلامیہ سکول کی نئی عمارت (دارالعلوم کے مشرقی جانب) میں تعلیم کا افتتاح آپؒ کی دعائیہ کلمات سے کیا گیا۔

ستمبر ۱۹۶۵ء: آپؒ کو دارالعلوم کا علمی ودینی مجلّہ ماہنامہ ''الحق'' آپ کے زیر سرپرستی جاری ہوا۔

۲۲ فروری تا ۴ مارچ ۱۹۶۸ء: تعلیم القرآن سوسائٹی کی دعوت پر آپؒ نے مشرقی پاکستان کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ اس دوران ڈھاکہ چٹاگانگ، سلہٹ وغیرہ میں اجتماعات سے خطاب کیئے۔

۳ مئی ۱۹۶۸ء: ردقادیانت پر خطاب کے لئے احمد نگر وزیر آباد تشریف لے گئے۔

۴ مئی ۱۹۶۸ء: جمعیت علماء اسلام کے نظام شریعت کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے جہاں تفصیلی خطاب فرمایا:

۹ جون ۱۹۶۸ء: مظفر آباد آزاد کشمیر کا سفر بسلسلہ جلسہ سیرت ہوا۔ جہاں آزاد کشمیر کے صدر نے آپؒ کو عشائیہ دیا۔

۱۳/اکتوبر ۱۹۶۸ء: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند چوتھی دفعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دودن تک یہاں پر قیام کیا۔ اس دوران بخاری شریف کی آخری درس دینے کے علاوہ علم ومعرفت کی مجالس سے حاضرین کو مالامال فرماتے رہے۔

۱۲/اکتوبر ۱۹۶۸ء: حرمین شریفین میں مقیم تبلیغی جماعت کے مشہور رہنما حضرت مولانا سعید خان صاحبؒ اور دیگر اکابرین تبلیغ آپؒ کے ملاقات کیلئے دارالعلوم تشریف لائے دارالحدیث میں ''علم کی حقیقت وفضلیت اور اہل علم کی ذمہ داری کے موضوع پر مؤثر اور رقت انگیز خطاب فرمایا۔

۳ جنوری ۱۹۶۹ء: جمعیت علماء اسلام مشرقی پاکستان کی دعوت پر بنگال دوبارہ تشریف لے گئے۔

اگست ۱۹۶۹ء: علماء کے درمیان سوشلزم وغیرہ کے مسائل پر جو شدید اختلاف رونما ہوا، آپؒ کی تجویز پر فریقین میں مصالحت کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں آپؒ کو بھی ممبر منتخب کیا گیا اور اس سلسلہ میں کراچی کا سفر کیا۔

۱۷؍جولائی ۱۹۶۹ء: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے فرزند حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء ہند، آپؒ کی ملاقات کیلئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے (اس کے بعد بھی متعدد مرتبہ تشریف آوری فرمائی تھی)۔ مولانا آپؒ کے زمانہ دیوبند کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔

۱۹۶۹ء: ''چاند پر انسان کی رسائی'' کے معرکۃ الآراء مسئلہ کی تائید کرتے ہوئے آپؒ نے اسلام پر اس کے اثر انداز نہ ہونے کو دوٹوک انداز میں واضح فرمایا۔

۱۹۶۹ء: ''یحییٰ خان حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی'' کے موضوع پر میں وفاق المدارس العربیہ کے منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور اس موقع پر مدارس کو حکومتی تحویل میں لینے اور مداخلت کی سختی سے تردید فرمائی۔

۱۶؍مئی ۱۹۷۰ء: ڈھاکہ سیرت کمیٹی کی دعوت پر بنگال کا تیسرا سفر اختیار کیا۔

۱۰ جولائی ۱۹۷۰ء: پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہاسپٹل میں آپ کی دائیں آنکھ کے کالے موتیا کا آپریشن ہوا۔

۱۹۷۱ء: آپؒ پہلی دفعہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

۱۷؍اپریل ۱۹۷۲ء: حزب اقتدار نے قومی اسمبلی میں علماء کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام تو دور کی بات ہے علماء تو مسلمان کی تعریف پر سرے سے متفق نہیں، جس پر آپؒ نے اٹھ کر اسمبلی کے سامنے مسلمان کی ایسی جامع مانع تعریف کی کہ تمام مکاتب فکر نے متفقہ طور پر اسے فوری طور پر تسلیم کیا جس سے علماء کے سر فخر سے بلند ہوئے یہ تعریف آج بھی شناختی کارڈ ، پاسپورٹ ، ڈومیسائل اور وزراء کے حلف وغیرہ میں موجود ہے۔

۲۱؍ستمبر ۱۹۷۲ء: اسمبلی کے فلور پر وقفہ سوالات میں آپؒ نے (یہودیوں کے عالمی تنظیم) فری میسن تحریک جو سماجی علمی فلاحی بہبود کے لبادے میں صیہونی عزائم کی تکمیل کا کام کرتی آئی ہے، پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا۔ شنوائی نہ ہوئی تو دوبارہ، ۷ جون ۱۹۷۳ء کو قرارداد کی شکل میں اسے پیش کیا، جس پر اس دور حکومت کے وزیر داخلہ نے اٹھ کر کہا کہ ان پر پابندی گزشتہ سال ۶ دسمبر کو لگادی گئی، لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا، لہٰذا ۴ جولائی ۱۹۷۳ء کو یہ مسئلہ سہ بارہ تحریک استحقاق کی شکل میں آپؒ نے اٹھایا۔

۷ دسمبر ۱۹۷۲ء: عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما خان عبدالولی خانؒ آپ کی مزاج پرسی اور ملاقات کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔

۵ جنوری ۱۹۷۳ء: جامعۃ الازہر کے ریکٹر شیخ محمد فحامؒ، آپؒ کی ملاقات اور دارالعلوم حقانیہ کے معائنہ کے

لئے تشریف لائے۔

۲۷/فروری ۱۹۷۳ء: اسمبلی میں آپؒ نے مسودہ دستور پر تنقیدی تقریر کرتے ہوئے مختلف امور میں اسلامی نقطہ نظر کو سامنے لاتے ہوئے اس پر عمل درآمد کی طرف توجہ دلائی۔اس ضمن میں جو نکات اٹھائے ان میں سے چند یہ ہیں (ا) مفاد عامہ کے لئے املاک کی جبری، ضبطی اور ملکیت کی تحدید پر جرح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم آئین اس لئے بنارہے ہیں کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو اطمینان دلائیں کہ تمہاری جان ، مال ، آبرو اور عصمتیں محفوظ ہوں گی نہ کہ ہم الٹا لوگوں کو کاٹیں گے۔

(ب) صدر کو سزائے موت کے مستحق شخص کو معاف کردینے کے اختیار پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ خدائی حدود اور اختیارات کے مقابل میں صدر کو زورآوار بنانا کہاں کا اسلام ہے؟

(ج) بعض اراکین نے کہا کہ دستور سوشلزم کے اصولوں پر ہوگا،تو ان پر رد کرتے ہوئے کہا کہ آئین کسی ایک پارٹی کے لئے نہیں بنایا جارہا ہے، بلکہ مسلم قوم کیلئے ہے۔کیا پاکستان سوشلزم کے لئے بنا تھا، اگر ایسا ہوتو پھر کروڑوں مسلمانوں کو بھارت کا غلام بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہزاروں مسلمان جو شہید ہوئے اور عورتوں کی عصمتیں غیر محفوظ ہوئیں،ان سب کی کیا ضرورت تھی، یہ مقصد تو متحدہ ہندوستان میں بھی حاصل ہوسکتا تھا؟

ان کے علاوہ بھی آپؒ نے مسودہ دستور میں درجنوں اسلامی ترمیمات کے لئے بھرپور آواز اٹھائی، ان سب کا احاطہ تو مشکل ہے (تفصیلات مولانا سمیع الحق مدظلہ کے مرتب کردہ کتاب ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں) لیکن چند ترمیمات بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) جیسے دفعہ نمبر ۷/ میں ہے کہ بنیادی حقوق کے منافی قوانین کالعدم ہونگے تو آپؒ نے کہا کہ قرآن وسنت کو معیار بنیادی حقوق کو بنانا ضروری ہے نہ کہ صرف حقوق کو۔

(۲) دفعہ نمبر ۵۰/ میں کہا گیا کہ صدر کو جسمانی دماغی نااہلیت یا آئین کی خلاف ورزی یا سنگین غلط روی کے الزام میں برطرف کیا جاسکے گا۔آپؒ نے فرمایا اصل دفعہ میں یہ ترمیم ۴۸۴ کرانی چاہئے کہ جسمانی یا دماغی یا اخلاقی نااہلیت یا حلف میں دیئے گئے معتقدات اور نظریات بدل دینے پر برطرف کیا جاسکتا ہے۔

(۳) دفعہ نمبر ۵۴/ کے آخر میں عورتوں کے لئے دس مخصوص نشستیں محفوظ کرنے کا ذکر ہے، آپؒ نے ترمیم ۵۵۳ میں عورتوں کی ایوان میں نمائندگی کی سرے سے مخالفت کرتے ہوئے اس دفعہ کی شق ۴ کو حذف کرنے پر زور دیا۔

(۴) دفعہ نمبر ۲۲۶/ میں کہا گیا کہ آئین کے اغراض کے لئے کسی مدت کا شمار عیسوی نظام تقویم کے مطابق ہوگا۔ جس پر آپؒ نے ترمیم داخل کرائی کہ غیر اقوام عیسائیوں کے طور طریقوں سے جان چھڑانا اسلامی مملکت کا فریضہ ہوتا ہے، لہٰذا انگریزی کے بجائے اسلامی ہجری تقویم ہو۔

۲۲/مئی ۱۹۷۳ء: آپؒ نے اسمبلی کے فلور پر پہلی دفعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کی کوشش فرمائی، جسے اسپیکر نے خارج کر کے مسترد کر دیا۔

۷/جولائی ۱۹۷۳ء: آپؒ نے اسمبلی میں ایک قرارداد کے ذریعہ پاکستان بھر میں سودی اقتصادی اور معاشی کاروباری نظام بشمول بنکنگ وغیرہ ختم کر کے اسے اسلامی اقتصادی نظام میں ڈھلنے کی آواز اٹھائی۔

۷/جولائی ۱۹۷۳ء: آپؒ نے قرارداد پیش کی کہ غیر مسلم اقلیتی فرقے خصوصاً عیسائی پاکستان میں دوسری عیسائی حکومتوں کا آلہ کار بن کر عیسائیت کا پرچار کرتے ہیں، ان سرگرمیوں کو سختی کے ساتھ فوری طور پر روکا جائے اور ارتداد پر پابندی لگائی جائے۔

۵/جولائی ۱۹۷۳ء: آپؒ نے فری میسن سے ملی جلی سرگرمیوں والے اداروں، جیسے روٹری کلب اور لائن کلب پر پابندی کی قرارداد پیش کی، تاکہ صیہونی عزائم کا راستہ روکا جاسکے۔ آپؒ نے اسمبلی میں اپنی تقریر میں واضح فرمایا کہ ان کلبوں میں شراب نوشی اور قمار بازی کی ترویج ہوتی ہے، جو سامراج کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

۱۱/ستمبر ۱۹۷۳ء: آزاد کشمیر کے صدر اور مجاہد اول سردار عبدالقیوم خانؒ نے آپؒ کو اسلامی قانون سازی اور اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے سلسلہ میں مشاورت کے لئے مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کے ساتھ مدعو کیا جہاں ان کے ساتھ اس سلسلہ میں سیر حاصل گفتگو اور تجاویز پیش کی گئیں۔

۲۹/نومبر ۱۹۷۳ء: آپؒ نے مغربی اقدار و روایات کو زہر قاتل سمجھتے ہوئے اسمبلی میں قرارداد پیش کی، کہ ملک بھر میں ثقافت اور کلچر کے نام پر ہونے والی ایسی سرگرمیوں (ناچ گانا وغیرہ) پر پابندی لگائی جائے۔

نومبر و دسمبر ۱۹۷۳ء: عرب اسرئیل جنگ کے دوران آپ نے اس معرکہ کو جہاد قرار دیتے ہوئے مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانی حکومت سے تمام ممکنہ وسائل سے عربوں کی مدد کرنے کی اپیل کی۔

۱۹۷۴ء: آپ تحریک ختم نبوت کے نائب صدر بالاتفاق مقرر ہوئے۔

۱۷/جون ۱۹۷۴ء: آپؒ نے ایک قرارداد میں نظریہ پاکستان سے متصادم عریاں اور فحش لٹریچر پر ممانعت کا مطالبہ بھی کیا، جس سے معاشرے میں اخلاقی برائیاں، فحاشی اور بے حیائی پھیلتی ہیں۔

۳۰جون ۱۹۷۴ء: آپؒ نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کیلئے اسمبلی میں اپنے دیگر ۳۶رفقاء سمیت قرارداد پیش کی، جس کے نتیجے میں ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کوقادیانی غیرمسلم اقلیت قرار پائی۔ (اس تحریکِ مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور نائب صدر حضرت شیخ الحدیثؒ تھے)۔

۱۹۷۶ء: آپکی خطبات کا ضخیم مجموعہ ''دعوات حق'' پہلی دفعہ شائع ہوا، اسی طرح قومی اسمبلی میں دینی وملی مسائل پرآپ کی قراردادیں مباحث اور تقاریر پرمبنی مجموعہ ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' کے نام پر شائع ہوئی۔

۲۶/اپریل ۱۹۷۶ء: آپ کو عارضہ قلب کی وجہ سے راولپنڈی کے سنٹرل ہسپتال میں داخل کیا گیا، ۱۷/مئی تک یہی زیرعلاج رہے۔

۱۰دسمبر ۱۹۷۶ء بموافق ۱۸/ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۳۹۶ھ : آپ کی والدہ ماجدہ خلد بریں کے سفر پر روانہ ہوئی(انالله وانا اليه راجعون)

۱۹۷۷ء: آپ دوسری مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

۱۹۷۸ء: تحریک نظام مصطفیٰ میں باوجود ضعف ونقاہت کے پیش پیش رہے۔

۲۱/اکتوبر ۱۹۷۷ء: پشاور یونیورسٹی نے آپؒ کو علمی ودینی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کا اعلان کیا۔ یونیورسٹی کے ایک بڑے ہال میں اس وقت کے گورنر جنرل فضل حق مرحوم نے یہ ڈگری دی، آپؒ نے اس موقع پر حاضرین سے خطاب بھی فرمایا۔

۱۹/جولائی ۱۹۷۸ء: عالم اسلام کے معروف سکالر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ہندوستان کے اکابر علماء کے ساتھ آپؒ کی ملاقات کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔

۲۱/جنوری ۱۹۷۹ء: آپؒ کے بائیں آنکھ کا آپریشن جناح ہسپتال کراچی میں کیا گیا۔

۱۹۷۹ء: افغانستان میں روس کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کی حمایت وتائید آپؒ نے اکوڑہ خٹک کی مرکزی عیدگاہ سے خطاب کے دوران کیا۔

۱۹۸۰ء: دارالعلوم دیوبند کے جشن صدسالہ میں شرکت کی، جس میں ۲۲/ مارچ والی نشست میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ اور مولانا اسعد مدنیؒ کے بعد بطور خاص آپؒ کی دستار بندی کی گئی، جبکہ دیگر فضلاء کرام کی دستاربندی اگلے روز پر مؤخر کی گئی۔

۱۹/دسمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعہ: آپؒ نے حقانیہ میں مستقل شعبہ حفظ وتجوید کے قیام کے لئے علیحدہ عمارت کے

واسطے سنگ بنیاد رکھا۔

محرم الحرام ۱۴۰۰ھ: آپؒ کے تقاریر کا مجموعہ دعوات حق جلد دوئم طبع ہو کر منظر عام پر آیا

۱۴راگست ۱۹۸۱ء آپؒ کوحکومت پاکستان نے ستارہ امتیاز دیا جس کے رو سے s,I کا مخفف آپؒ استعمال کر سکتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ آپؒ نے کبھی بھی اس مخفف اور ڈاکٹر کے لفظ کا سابقہ اپنے لئے استعمال نہ کیا اور شکریہ کے ساتھ اس سے معذرت کرلی۔

۲۹نومبر ۱۹۸۱ء: جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر شیخ عبداللہ الزائد نے مرکز علم دارالعلوم حقانیہ آ کر نہ صرف آپؒ کی زیارت کی بلکہ طلباء کو اپنے قیمتی ارشادات سے بھی نوازا۔

جولائی ۱۹۸۱ء: آپؒ نے افغان مجاہدین کے مختلف احزاب کے زعماء کے نام اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنے اور باہمی گروہ بندی اور انتشار سے بچنے کے لئے ایک روح پرور مکتوب بھیجا۔

۲۷ تا ۲۹ مارچ ۱۹۸۲ء: وفاق المدارس کے مجلس عاملہ وشوریٰ کے اجلاسوں میں دارالعلوم حقانیہ میں آپؒ کی زیر صدارت منعقد ہوئیں۔

۳ربیع الاول ۱۴۰۲ھ: شام اور عالم عرب کے ممتاز محقق عالم دین شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے دارالعلوم تشریف آوری فرمائی اور آپؒ سے تفصیلی ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ یاد رہے کہ اس سے قبل وہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ کو بھی ان سے ملنے آئے تھے۔

۲۱رفروری ۱۹۸۳ء: جامعہ الازہر کے وائس چانسلر شیخ محمد طیب النجار نے حقانیہ آ کر آپؒ سے ملاقات کی اور اپنے مفصل خطاب کے دوران اسے "الازھر القدیم" قرار دیا۔

۱۳مئی ۱۹۸۳ء: برطانوی سکالر مسز آراشیگ نے آپؒ سے ملاقات کی اور بعض امور پر انٹرویو بھی لیا۔

ٔاگست ۱۹۸۳ء: آپؒ پر حملہ قلب ہوا تو اس ماہ کے آخر میں خیبر ہسپتال میں علاج کے لئے ایڈمٹ کئے گئے، تقریباً ماہ بھر، وہی زیر علاج رہ کر عیدالاضحیٰ تک وہاں گزارا، ۲۴ رستمبر کو گھر واپسی ہوئی۔

۲۶نومبر ۱۹۸۳ء: دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں ترامیم پر غور وخوض کرنے کیلئے دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کا اہم اجلاس آپؒ کے زیر نگرانی ہوا۔ اس مشاورت میں طے پائے جانے والے تجاویز کو آپؒ نے وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے نام ایک مکتوب میں ارسال فرمایا۔

۱۹۸۴ء بمطابق ۱۷ ررمضان ۱۴۰۴ھ: آپؒ کے دروس ترمذی شریف کے افادات بنام حقائق السنن جلد

اول پہلی مرتبہ طبع ہوکر منظر عام پر آئی۔

اکتوبر ۱۹۸۴ء: جرمن صحافی ارٹون کیمپل، آپؒ سے انٹرویو لینے آیا۔

۲۵ فروری ۱۹۸۵ء: الیکشن میں تیسری مرتبہ پالیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔

۱۹۸۵ء: اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں متحدہ شریعت محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے آپؒ کو نویز مقرر ہوئے۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء: صدر جنزل محمد ضیاء الحقؒ آپؒ کی ملاقات وزیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقع پر آپؒ نے صدر مملکت کو اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں ان کی ذمہ داریوں پر توجہ دلائی۔

اپریل ۱۹۸۶ء: آپؒ کے شریعت بل کے سلسلہ میں عوامی تائید حاصل کرنے کیلئے صوبہ سرحد کا ہنگامی دورہ فرمایا اور اس سلسلے میں مختلف کنوینشنوں کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔

۱۰/ اپریل ۱۹۸۶ء: ۳۰۰۰ علماء نے تحریک نفاذ شریعت کیلئے ہزارہ ڈویژن میں آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

۱۶/ اپریل ۱۹۸۶ بنوں کے علماء وکنونشن میں ۵۰۰۰ علماء کرام نفاذ شریعت کیلئے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۱۹۸۶ء: نفاذ شریعت کے سلسلہ میں دورہ سرحد کے موقع پر آپ کو ''قائد شریعت'' کا خطاب ملا۔

۷ جولائی ۱۹۸۶ء: قومی اسمبلی کے سامنے آپ کی زیر قیادت شریعت بل منظور کرانے کے لئے 3 لاکھ سے زائد افراد کا مظاہرہ ہوا۔

۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء: جامعہ نعیمیہ لاہور میں ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے اجلاس میں آپؒ کو متفقہ طور پر متحدہ شریعت محاذ کا صدر منتخب کیا گیا

۲۷ مارچ ۱۹۸۸ء: آپؒ کی رفیقہ حیات طویل علالت کے بعد اسلام آباد کے پولی کلینک ہسپتال میں انتقال کرگئی ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

۷ ستمبر ۱۹۸۸ء: بروز بدھ دوپہر ۱:۴۰/ پر پشاور کے حیات شہید ہسپتال میں آپؒ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

۸ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات ۱۱:۳۰/ بجے آپؒ کی نماز جنازہ اکوڑہ خٹک کے وسیع وعریض فوجی گراؤنڈ میں ادا کی گئی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کیں۔'' رحمہ اللہ تعالیٰ رحمةً واسعة''۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

روحانی امراض اور اس کا علاج

نحمده نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم
هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ (الجمعة:۲)
’’وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔‘‘

وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم : الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب(بخاری)
’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار رہو! بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارہ بدن درست رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جائے گا۔خبردار! وہ (گوشت کا لوتھڑا) یہی دل ہے۔‘‘

ہماری حالت زار

محترم سامعین! آج ہم میں سے ہر ایک شخص مختلف پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے،کوئی شخص آپ کو پریشانی کے بغیر ملنا مشکل ہے۔ ہر گھر مسائل میں گرا ہوا محسوس ہوتا ہے، بڑوں اور بوڑھوں کے علاوہ آج کا بچہ اور نوجوان بھی مختلف قسم کی پریشانی اور بیماری میں پڑا ہوا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے؟ سب سے پہلے اس پریشانی اور بیماری کو معلوم کرنا ہے پھر اس کی وجوہات جاننی چاہئے اور جب بیماری معلوم ہو جائے تو اس کا علاج کرنا چاہئے ۔ الحمدللہ! ہم سب مسلمان ہیں ،اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان اور اسلام کی قیمتی دولت سے نوازا ہے،اور ہمارے لئے جس دین کا انتخاب فرمایا اسی کو دین فطرت قرار دیا کہ انسان کے ماحول اور طبیعت کے موافق بنایا گیا دین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس دین کو انسانی زندگی کے تمام پہلو کو مدنظر رکھ کر ہمارے لئے متعین فرمایا تو پھر اس دین میں زندگی کی تمام ضروریات وسہولیات بھی موجود ہونگی اور زندگی میں پیش آنے والی تمام پریشانیوں اور بیماریوں کا علاج بھی ضرور ہوگا۔ آیئے ہم اپنی تمام پریشانیوں کا حل اپنے دین میں

تلاش کرتے ہیں اور اس عظیم ہستی (جن کے صدقے اللہ تعالیٰ نے یہ دین انسانیت کو عطاء فرمایا) کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات میں غور وفکر کرتے ہیں۔

بیماری کی وجوہات

جو حدیث مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے ذکر فرمائی اس میں محسن انسانیت نے ایک انتہائی خطرناک بیماری کی جڑ کا ذکر فرمایا کہ

الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب

''یعنی خبردار رہو! بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جائے گا۔خبردار! وہ (گوشت کا لوتھڑا) یہی دل ہے۔''

محترم حضرات !اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو تمام بیماریوں کا سبب بیان فرمایا، کہ تمام بیماریوں کا سبب دل ہے اگر دل صحت مند ہو تو سارا بدن صحت مند ہوگا اور اگر خوانخواستہ دل بیمار ہو تو تمام بدن بیمار ہوگا۔ جب بیماری کی وجوہات معلوم ہو گئی۔تو اب ان امراض کی تشخیص بھی قرآن وسنت سے معلوم کرتے ہیں چنانچہ بزرگان دین دل کے امراض بیان فرماتے ہیں کہ دل کی سب سے بڑی بیماری دنیا کی محبت ہے جو گویا دل کا کینسر ہے دوسری بیماری بغض وعداوت اور تیسری عظیم ترین بیماری آخرت سے غفلت ہے۔

دنیا کی محبت

جب دل میں یہ تینوں یا ان میں سے ایک مرض بھی پیدا ہو جائے تو پھر تمام بدن متاثر ہوگا۔ چنانچہ پہلی بیماری'' دنیا کی محبت'' کا ذکر خود رب العالمین قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے کہ

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا(ال عمران:١٤)

''لوگوں کیلئے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں یعنی عورتیں، بچے،سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر،نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں، یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے۔''

بہرحال دنیا کی محبت جب حد سے زیادہ ہو جائے تو تباہی کا سبب بن جاتی ہے اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کی محبت دل میں آنا گناہ ہے اور تباہی کا سبب ہے بلکہ دنیا کی محبت کے بغیر تو دنیا کا نظام چل نہیں سکتا، یہ کائنات اور اس کا نظام اسی تعلق اور رابطہ ومحبت کے سبب رواں دواں ہے مگر جب یہ محبت اور تعلق اتنا زیادہ ہو جائے کہ دل پر غالب ہو کر انسان کو اپنے مقصد حیات سے غافل کر دے تو پھر یہ محبت انتہائی خطرناک بن جاتی ہے۔ اس کی مثال شوگر جیسی ہے کہ بدن میں شوگر مناسب مقدار میں اور بدن کے حاجات وضروریات کے مطابق ہو تو انسان صحتمند اور توانا رہتا ہے اور اگر شوگر کی مقدار بڑھ جائے تو پھر انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اس کا بدن اندر سے کھوکھلا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دن بدن کمزوری کا شکار ہو کر کئی لاعلاج بیماریوں کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح دنیا کی محبت کا معاملہ ہے کہ جب یہ ضرورت کے مقدار کے مطابق ہو تو نقصان نہیں دیتی مگر جب بڑھ جائے تو پھر مختلف روحانی بیماریوں کا سبب بن کر انسان کو جہنم کے ٹھکانے پر پہنچا دیتی ہے۔

برائی کی جڑ

جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ کے مراسیل میں ہے کہ حب الدنیا رأس کل خطیئة دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور یہ بات تجربہ اور مشاہدے سے ثابت ہے کہ دنیا میں جب بھی فساد برپا ہوا، یا اہل حق کی مخالفت کی گئی، انبیاء کرام کی دعوت کو ٹھکرایا گیا تو سبب اور وجہ حب دنیا تھی مثال کے طور پر ہم ابلیس لعین کے واقعہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو اس میں بھی مرکزی کردار دنیا کی محبت کا ہے کہ اگر میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لیا تو پھر میں اس کا محکوم بن جاؤں گا اور میری عزت وعظمت میں کمی ہو جائے گی۔ یہی دنیا کی محبت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور دائمی طور پر لعین ورجیم ٹھہرا۔ اسی طرح فرعون، ہامان، قارون، ابوجہل ابی بن خلف وغیرہ کے مردود ہونے کا سبب دنیا اور سرداری وحکمرانی سے محبت شدیدہ تھی۔

حرص

محترم سامعین! دنیا کی محبت صرف ایک بیماری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی وجہ سے انسان سینکڑوں بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جیسا کہ حرص اور طمع کہ جب انسان دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو پھر اس کی لالچ اور حرص اور دنیا کی زیادتی کیلئے دن رات کوشش کرتا ہے اور جتنی دنیا اور دنیا کی سہولیات زیادہ کرتا ہے تو دل میں اس کا شوق مزید بڑھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ یہ مزید زیادہ ہو جائے ...... مزید زیادہ ہو جائے۔ اور دنیا کی مال ودولت اس کیلئے سکون کے بجائے مزید پریشانی

اور بے سکونی کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لوانا ابن آدم اعطی وادیا ملی من ذهب احب الیه ثانیاً ولو اعطی ثانیاً احب الیه ثالثاً ولا یسد جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب(بخاری)

''اگر آدمی کو سونے سے بھری ہوئی ایک پوری وادی بھی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کا طلبگار ہوگا اور اگر دوسری وادی دیدی جائے تو تیسری کا طلبگار ہوگا، اور آدمی کا پیٹ تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے (یعنی مرنے کے بعد ہی انکی تمناؤں کا سلسلہ ختم ہوگا) اور جو توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا''

حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور مال کی کثرت انسان کی بھوک اور ہوس میں مزید اضافے کا سبب بنتی ہے اور یہ بات عام طور پر ہم سب جانتے ہیں کہ جب ہمارا بنک بیلنس ایک لاکھ ہو جائے تو کوشش ہوتی ہے کہ دو لاکھ ہو جائے ، ایک دکان ہو تو کوشش میں رہتے ہیں کہ دو دکانیں ہو جائیں ،اسی طرح ہر دنیاوی کاروبار کا یہ حال ہے کہ جتنا زیادہ ہو جائے تو اتنا ہی لالچ اور حرص مزید زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی زندگی کی خواہشیں ذکر فرماتے ہیں کہ

یکبر ابن آدم ویکبر معه اثنان حب المال وطول العمر(بخاری)

کہ ابن آدم بڑا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دو خواہشیں بھی بڑی ہوتی ہیں (یعنی بڑھتی جاتی ہیں) ایک مال کی محبت اور دوسرے لمبی عمر۔

بہرحال حرص کی بیماری میں مبتلا انسان انتہائی پریشان کی زندگی بسر کرتا ہے اور دن رات اس کی سوچ اور فکر مال کے اضافے کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ حلال اور حرام کی تمیز بھی کھو بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے حرام خوری، ظلم ،سود خوری، دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالنا، ملاوٹ حتیٰ کئی جرائم کا ارتکاب کرتا ہے ،اور معاشرے میں فساد وانتشار پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے۔ تو اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم فرمان پر غور کریں کہ اس تمام نقصان کا سبب دل ہوا اور دل کی بیماری کی وجہ سے یہ فساد اور بگاڑ پیدا ہوا۔

حرص کا علاج

محترم حضرات! ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہم جو پریشان ہیں تو اس کی بڑی وجہ دنیا کی محبت اور اس

محبت کی وجہ سے جو بیماری پیدا ہوئی وہ حرص ہے۔اب شریعت نے بیماری کی تشخیص تو کروا دی،اس کا علاج بھی موجود ہوگا۔تو بزرگان دین نے حرص کا علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔ چنانچہ دنیا کی محبت اور حرص کو ختم اور کم کرنے کیلئے ہم سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو مدنظر رکھنا ہوگا جس میں انہوں نے اس دنیا کی حقیقت اور مذمت بیان فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے

الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر

''کہ یہ دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔''

یعنی دنیا کی مثال مؤمن کیلئے قید خانہ اور جیل کی مانند ہے وہ اس جیل کے کسی بھی چیز کے ساتھ دل نہیں لگائے گا۔ بلکہ کوشش کرے گا کہ کسی طرح اس قید خانے سے باہر آجاؤں۔اور اس کی سوچ جیل خانہ آباد کرنے کی نہیں ہوتی بلکہ وہ باہر زندگی کے بارے میں منصوبہ بندی کرتا ہے تو اسی قیدی کی طرح مومن دنیا کو آباد اور زیادہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ بعد الموت زندگی سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ کافر کیلئے یہی دنیا جنت ہے کیونکہ آخرت میں اس کے لئے تباہی ہی تباہی ہے اور دائمی قید خانہ جہاں نہ تو زندہ رہ سکے گا اور نہ ہی موت آئے گی لا یموت فیھا ولا یحی اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارک میں ارشاد مبارک ہے کہ

من احب دنیاہ اضرّ بآخرتہ ومن احب آخرتہ اضرّ دنیاہ فاثروا ما یبقی علی ما یفنیٰ (مشکوٰۃ)

''جو اپنی دنیا سے لگاؤ رکھے گا وہ اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اور جو اپنی آخرت پسند کرے گا، وہ اپنی دنیا گنوائے گا۔لہذا فنا ہونے والی دنیا کے مقابلے میں باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو۔''

دنیا کی حقیقت

بہرحال دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے دنیا کی زندگی غیر پائیدار اور عارضی ہے جبکہ مدمقابل آخرت کی زندگی دائمی اور مستقل ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں سمندر کے معمولی قطرہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ جب یہ یقین دل میں قرار پکڑ لے تو پھر انسان کے دل سے دنیا کی محبت اور حرص ختم ہو جاتی ہے۔اسی وجہ سے علماء کرام اس بات کی تلقین زیادہ فرماتے ہیں کہ بندہ کو جو کچھ بھی ملے اس پر شکر گزار بن کر یہ یقین رکھے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی رزق ،مال ،اولاد وغیرہ متعین فرمایا ہے اور اپنی مقررہ مقدار سے زیادہ کوئی بھی چیز میں حاصل نہیں کرسکتا تو وہ شخص غنی بن جائے گا جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

حصول غنی

لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض ولکن الغنیٰ غنی النفس (ترمذی)

''یعنی زیادہ اسباب اور سامان ہونے کا نام غناء نہیں ہے، بلکہ اصل غناء نفس کا غنی ہونا ہے (یعنی مطمئن ہونا ہے)''

اور یہ استغناء حاصل کرنے کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ

اذانظر احدکم الی من فُضِلّ علیه فی المال والخلق فلینظر الی من هو اسفل منه (بخاری)

''یعنی جب تم میں سے کسی شخص کی نظر ایسے آدمی پر پڑے جسے مال یا صحت وتندرستی میں فضلیت حاصل ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے سے نیچے درجے کے آدمی پر نظر کرے''

اس ارشاد گرامی کو اگر ہم زندگی کے ہر شعبے میں مدنظر رکھیں تو کبھی بھی ان عظیم بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ ہر آدمی دنیا کی دوڑ میں اپنے آگے اور اوپر شخص پر نظر رکھتا ہے اور اس سے بڑھنا چاہتا ہے، اور اسی سبقت کی وجہ سے پریشان وسرگردان ہے، کہ کس طرح میں دنیا کے میدان میں فلاں رشتہ دار، دوست بھائی سے آگے ہو جاؤں، کیونکہ وہ مجھ سے آگے نکل چکا ہے۔ اگر ہم یہ سوچ لیں کہ فلاں مجھ سے کمزور، غریب، مسکین ہے اور میں الحمدللہ بہتر حالت میں ہوں تو اس سے انسان میں شکر کا مادہ پیدا ہوگا اور اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے گا۔ اور جب یہ شکرگزار بندہ بنے گا تو اس کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ برکت عطاء فرمائے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراهیم:۷)

''اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

محترم سامعین! یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم دن بدن پریشانیوں میں پڑتے جا رہے ہیں۔ کہ دنیا کی محبت کی وجہ سے ہم حرص، لالچ کی بیماریوں کا شکار ہیں اور اسی حرص نے ہمیں رشتہ داروں، دوستوں حتی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بھی دور کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتفاق اتحاد، آپس میں اخوت بھائی چارہ اور آخرت کی محبت نصیب فرما کر دنیا کی محبت اور اس کے ساتھ دنیاوی تمام پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین

مولانا قاضی فضل اللہ، شمالی امریکہ

ختم نبوت اور قادیانیت
یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟

پاکستان میں آئے دن ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے کوئی نہ کوئی غلغلہ برپا ہو جاتا ہے، یا برپا کیا جاتا ہے اور پھر بحث شروع ہو جاتا ہے۔ایک جانب وہ مسلمان ہوتے ہیں جوان مسئلوں کے حوالے سے بہت حساس واقع ہوئے ہیں اور ہونا بھی چاہیئے وہ پھر اپنے آپ پر قابو نہیں پاسکتے۔دوسری جانب وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہیں تو مسلمان لیکن اسلام اور اس کے مبادیات کے حوالے سے اور اس کے تقاضوں کے حوالے سے ان کا علم واجبی ہوتا ہے اگر ان کو بات کی سمجھ آجائے یا ان کو جذباتیت سے باہر ہو کے سمجھایا جائے تو شاید وہ ان سیدھے سادے مسلمانوں کے مقابلے میں اس حساس مسئلے پر زیادہ ایمانی غیرت کا مظاہرہ کریں۔وہ عصری تعلیمی اداروں کے پڑھے ہوئے ہیں انہیں پڑھایا بھی گیا ہے انسانی حقوق ،مساوات اور اقلیتوں کے حقوق اور وہ خود دلچسپی بھی اس میں لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ تصورات امتیازی نہیں ہیں؟ دوسری جانب وہ سیدھے سادے اور عقیدت ومحبت رکھنے والے مسلمان جذباتی ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اسی ماحول میں کسی کا خون بھی ہو جاتا ہے۔ہاں! کچھ ایسے لوگ بھی ہونگے جن کی ترجیحات مختلف ہونگی یعنی مثلاً ان کی اولین ترجیح ہوگی مروجہ سیاست یا مغربی دنیا سے تعلقات یا مفادات حاصل کرنا حالانکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں ،روزے بھی رکھتے ہیں ،حج وعمرہ پر بھی جاتے ہیں ،صدقات وزکاۃ بھی دیتے ہیں تو آئیں دیکھتے ہیں ختم نبوت کیا ہے؟

ختم نبوت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اشرف الخلوقات بنایا اس حد تک کہ راجح مسلک یہ ہے کہ نوع انسانی نوع ملک سے افضل ہے کہ فرشتے مکلّف نہیں وہ تو امور سرانجام دیتے ہیں فطری اور تکوینی طور پر وہ عصیان تو نہیں کر سکتے ”لا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایؤمرون“ وہ نافرمانی نہیں کر سکتے اللہ کی اس میں جس کا کہ اس نے انہیں حکم دیا ہے اور کرتے ہیں وہ جس کا کہ انہیں حکم دیا گیا

ہے۔امام شعبیؒ نے فرمایا کہ اطاعت و بندگی ان کی فطرت ہے ایسی جیسے کہ سانس لینا ہماری فطرت ہے۔ اب انسان چاہے بھی کہ سانس نہ لے وہ ایسا کر نہیں سکتا کہ یوں اس کا وجود اور اس کی زندگی ختم ہو جائے گی۔جبکہ انسان کو اللہ نے عقل و شہوت کا مرقع بنا کر اس کے اندر ہی اندر ایک مقابلے اور کھینچا تانی کا ماحول پیدا کر کے اسے احکام اور شریعت کا مکلّف بنایا اور یوں اس کو امتحان میں ڈال دیا اور امتحان ہی سے کامیابیاں اور درجات ملتی ہیں کہ وہ اپنے اختیارات سے یا تو شہوات کا راستہ لے لیتا ہے یا پھر عقل کا۔اول الذکر غالب ہو تو ناکامی اور مؤخر الذکر غالب ہو تو کامیابی اور کامرانی۔اسے سُدھانے اور سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل بھجوائے اور انہیں کامیابی کے راستے دکھلائے اور ناکامی کے راستوں سے بھی ان کو روشناس کرایا۔چونکہ اس انسان سے مطلوب ہے خدا سے ملنا۔یہ کیسے اس سے ملے گا اور اس ملنے کے حوالے سے کتنے اور کیسے کیسے درجات حاصل کریگا؟ چونکہ انسانی تعلیم و تربیت ایک جاری و ساری عمل ہے اور فطرت ارتقائی ہے لہٰذا یہ تعلیم و تربیت بھی ارتقائی ہے۔یہ تعلیم و تربیت ان کے ہاں وحی اور دین کی شکل میں آئی اور اسے انبیاء کرام علیہم السلام لے آئے۔ان انبیاء کرامؑ نے اپنے اپنے وقت میں جس میں اسے بھجوایا گیا تھا وہاں کے انسانوں کی تعلیم و تربیت کی اور متعلقہ اوقات اور متعلقہ اوطان و قبائل میں جن جن نے ان کی تعلیم و تربیت کو اپنایا وہ کامیاب رہے اور ان کو اللہ کے ہاں درجات بھی ملے۔

اب اس دنیا میں جو حادث اور فانی ہے اور اس میں ہر چیز جو شروع ہوئی تو کمال کی طرف سفر شروع کی اور کمال پر پہنچ کر ختم بھی ہوئی۔نبوت کا عمل شروع ہوا،حضرت آدم علیہ السلام سے اور کمال کی طرف سفر کر کر کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا گیا تا قیامت ساری دنیا کے لئے یہ ایک عقلی اور منطقی امر ہے۔

ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت ایک جرم

اب جب نبوت اور انبیاء کا آنا ختم ہوا بایں معنی کہ اپنے کمال کو جا پہنچا۔اس کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ غیر منطقی اور غیر عقلی ہے کہ ایک کام اپنے کمال تک جا پہنچا ہے اس کی تکمیل ہوئی ہے تو اب یہ کیا ہے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم النبیین (انبیاء کی مہر) کہا گیا۔اور یہ بات پوری دنیا میں ایک مسلّم اصول کے طور پر مانی گئی ہے کہ کسی سر بمہر لفافہ کو توڑنا جرم ہے اور مجرم کیلئے سزا ہے۔ کسی مکتوب پر مہر لگ گئی اور اس مہر کے بعد نیچے کسی نے کچھ لکھ لیا تو یہ فرجری (Forgery) اور فراڈ ہے

اور وہ بھی جرم ہے خصوصاً اگر وہ مکتوب ریاست کے اُساس اور اُساسی تصور کے متعلق ہو تو وہ تو پھر غدر ہے اور اس کی سزا ہر جگہ اور ہر وقت میں موت ہی ہے۔اب قرآن اور اسلام کے اس واضح تصور اور عقیدہ کے خلاف کسی کا دعویٰ ہو تو وہ جیسے ایک ریاست کے وجود کو چیلنج کرتا ہو اور وہ بھی غدر ہے اور یہ اس تصور اور عقیدے کی توہین ہے اور چونکہ وہ تصور وعقیدہ اُساس اور اُساسی ہے تو یہ تو ریاست کی بنیاد کو کھودنا اور اسے ڈھانا ہے۔اب ایک ریاست جس کے جغرافیائی حدود ہوتے ہیں اس کے حوالے سے ایسا کرنا جرم اور غدر ہے تو اسلام جس کو آپ سمجھنے سمجھانے کے لئے ایک ریاست سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو اپنے نظریاتی بنیاد اور نظریاتی حدود رکھتا ہے اس نظریاتی بنیاد کو کوئی ڈھانے کی سازش کرے یا ان نظریاتی حدود پر حملہ آور ہو تو یہ تو اس جغرافیائی ریاست کے خلاف سازش سے بھی بڑھ کر جرم ہے۔

دعویٰ نبوت ایک غدر اور غدر کی سزا موت

اب جو لوگ ایک ریاست میں پیدا ہوتے ہیں وہ تو پیدائشی طور پر اس ریاست کے شہری اور وفادار سمجھے جاتے ہیں ان سے وفاداری کے اظہار یا حلف کا تقاضا نہیں کیا جاتا الا آنکہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے کہ اسکی وفاداری پر زد پڑے تو اسے پھر عدالت میں لایا جاتا ہے اگر وہ ثابت کرے کہ میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا تو عدالت پر موقوف ہوتا ہے کہ اس سے کس قسم کی یقین دہانی یا توضیح ووضاحت طلب کرتی ہے جو اس کی وفاداری ثابت کرے وگرنہ پھر تو اسے سزا ملتی ہے۔ہاں! ایک پیدائشی شہری جب کسی ذمہ دار منصب پر آتا ہے تو پھر اس سے حلف لیا جاتا ہے تاکہ وہ اس منصب کے اسرار کو بھی راز میں رکھے اور اس منصب کے حوالے سے ملک وریاست کے لئے مضر ثابت نہ ہو کہ حلف کے بعد اگر اس پر ایسی کوئی خیانت ثابت ہوتی ہے تو اسکی گرفت کی جاتی ہے کہ حلف اٹھانے کے باوجود یہ غدر اور یہ خیانت اور یہ پرجری (Pergury) ہے اور ریاست کے معاملات میں غدر ہے اور غدر کی سزا تو معلوم ہے۔

نظریہ کے غدار ریاست میں کسی منصب کے اہل نہیں

اگر نظریہ سے وفاداری نہ ہو تو متعلقہ بندے کو نظریہ کا نگران ونگہبان نہیں بنایا جاسکتا کہ اس کا تو اس چیز پر عقیدہ ہی نہیں اور اگر ریاست سے وفاداری نہ ہو تو اسے ریاست کے حساس معاملات کا نہ تو نگران مقرر کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے رازداری میں شریک کیا جاسکتا ہے کہ وہ نگرانی کیسے کرے گا؟ یا راز کو راز کیسے رکھے گا؟ کہ اس کی تو اس ریاست اور اس کے مفادات کے ساتھ وفاداری اور کمیٹمنٹ

نہیں بلکہ اس سے تو عین متوقع ہے کہ وہ ریاست کے لئے مضر ہی ہوگا۔تو کیا کوئی ذی عقل ایسے بندے کواس قسم کی ذمہ داریاں دے گا؟ پھر خاص کر جب اس ریاست سے ان کی نفرت بھی عیاں ہو گیا ہو اور وہ اس کے خلاف دنیاجہاں میں ڈھنڈوراپیٹتے ہوں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور ہمارے بنیادی حقوق اور مذہبی حقوق سلب کیے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اور باہر کی دنیا کو ایک ہتھیار مل جاتا ہے اور وہ پھر اس پروپیگنڈے کواور اس قسم کے لوگوں کواس ریاست کے خلاف استعمال کرتی ہے۔جب کہ اب تو مغرب میں پناہ ملنے کے لئے یہ حربے روزمرہ کے معمول بن چکے ہیں کہ مسلمانوں سے لڑ پڑو تاکہ وہ تم پرحملہ آور ہوں اور پھر اسے مذہبی رنگ دے کر مغرب سے پناہ طلب کرو یا مقدس ہستیوں کے متعلق ہفوات بکو تاکہ تم پر کیس بنے اور یوں ایک بار پھر تمہیں پناہ لینے کا میدان نصیب ہو۔خاکم بدہن کینڈا میں تو ایسے مسلمان بھی آئے ہیں جو اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر کے پناہ لے چکے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اب ہمارے جان کو خطرہ ہے۔

مسلم ریاست پر غیر مسلم کی حقوق اور حیثیت

اب یہ بات کہ ایک مسلمان ریاست میں ایک غیر مسلم کی حیثیت اور حقوق کیا ہیں؟ وہ تو معلوم اور ثابت ہیں اور پاکستان میں ہندو،سکھ،عیسائی اور پارسی وغیرہ کو کبھی اس حوالے سے کوئی اعتراض نہیں رہا بلکہ آج کے پاکستان میں تو وہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے لئے عام سیٹوں پر بھی کھڑے ہوتے ہیں اور ان کیلئے ریزروسیٹ بھی ہیں گویا ان کو ایک گونہ زیادہ حق حاصل ہے کیونکہ مسلمانوں کے لئے بحیثیت مسلمان کوئی ریزروسیٹ نہیں۔

قادیانی اور آئین پاکستان

اب بات ہے قادیانیوں کی تو ان کا مسئلہ ذرا دوسری نوعیت کا ہے اور وہ یوں کہ ساری دنیا کے مسلمان انہیں مسلمان نہیں سمجھتے اور نہ مانتے ہیں کہ دین سے انکار اور اس طرح دین کے قطعیات میں سے کسی ایک سے بھی انکار دونوں کفر ہیں اور وہ ختم نبوت جو ایک قطعی عقیدہ اور عقل ونقل دونوں سے ثابت ہے،قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ان کے غیر مسلم ہونے پر تو دنیا کے مسلمانوں کے دونوں گروہ شیعہ سنی کا بھی کوئی اختلاف نہیں نہ اس میں مقلد وغیر مقلد کا کوئی اختلاف ہے اور آئین پاکستان نے بھی ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی دی ہے حتی کہ ان کے لئے ان ریزروسیٹ پر الیکشن لڑنے کا حق بھی ہے لیکن وہ اس آئین کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور یوں

آئین نہ مان کر غدر کا ارتکاب کررہے ہیں اس کا حلف اٹھانے کے لئے تیارنہیں کہ یوں تو وہ تسلیم کرجائیں گے کہ وہ غیر مسلم ہیں جبکہ وہ توصرف مرزا قادیانی کے پیروکاروں کومسلمان سمجھتے ہیں اورجواس کو نبی نہ مانے ان کو کافر سمجھتے ہیں۔یوں ان کے نزدیک پاکستان میں ان کے علاوہ سب غیرمسلم ہیں تو یوں تو یہ غیر مسلموں کی ریاست ہوئی اورغیر مسلموں کی ریاست تواسلامک ری پبلک نہیں ہوتی بلکہ صرف ری پبلک ہوتی ہے۔یعنی وہ تواس کے اُساس،نام اورشناخت سب پرضرب لگاتے ہیں اوراس سے انکاری ہیں۔اب آئین سے انکارکرنے والوں کوحساس مناصب تونہیں دیے جاسکتے یہ نہ امتیاز ہے اورنہ ناانصافی ہے۔امریکہ جیسے جمہوری ملک میں بھی جو بندہ پیدائشی طور پرامریکی نہ ہواگرچہ وہ شہری بن چکا ہواوراس کے شہری ہونے پرساٹھ سترسال بھی گزرے ہوں وہ صدارتی الیکشن نہیں لڑسکتا وہ اس کیلئے اہل نہیں لیکن کوئی بھی اس پراعتراض نہیں کرتا ہے۔

قادیانیوں کا دعویٰ اسلام

اب ساری دنیامیں کہتے ہیں کہ ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں وہ اکثریت ہیں۔قادیانی کتنے ہونگے یہ تولاکھوں میں بھی نہیں۔توجمہوری اصولوں کے تحت بھی وہی اکثریت کا پلڑا بھاری ہے۔

اب جیسا کہ ہم نے ذکرکیا کہ قادیانی مسلمان تونہیں لیکن دعویٰ اپنے مسلمان ہونے کا کرتے ہیں۔امریکہ میں مختلف امور کے لئے کاغذات جوپُر کیے جاتے ہیں اس میں ایک کالم ہوتا ہے کہ ''کیاتم امریکی سٹیزن یعنی شہری ہو''؟ تو آپ لکھیں کہ نہیں۔پھراگلا کالم ہے کہ''کیا آپ نے کبھی امریکی شہری ہونے کا دعویٰ کیاہے''؟ اب اگرآپ نے کہیں دعویٰ کیا ہوجبکہ آپ ہیں نہیں اوراس کالم میں آپ نے لکھا ''نہیں'' یا لکھا ''ہاں'' تو ہر دوصورت میں آپ نے جھوٹ بولا کہ آپ نے اس چیز کا دعویٰ کیاہے جوآپ ہیں نہیں تو آپ خودبخود نااہل ہوجاتے ہیں۔

دنیوی امور میں جھوٹ کی سزا

اب قادیانی جومسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ وہ ہیں نہیں توان اصولوں کے تحت تو وہ خودبخودنااہل ہوچکا کہ ایسی چیز کا دعویٰ کیاہے جوکہ وہ ہے نہیں۔جھوٹ اوردھوکہ دہی سے کوئی غیرپاکستانی قومی شناختی کارڈ بنوائے اورپکڑاجائے توصرف اس کونہیں بلکہ نادرا کے متعلقہ اہل کاروں کوبھی سزاہوتی ہے، یہ شناخت کی چوری ہے،اب دھوکہ دہی سے اورجھوٹ سے خودکومسلمان کہنا عقیدے کی چوری ہے۔عقیدہ اہم ہے یاقومی شناخت؟اس دھوکہ دہی پرتوسزاہونی چاہیے اورقانون

میں ہے بھی۔اب بزعم خویش بعض قانون دان اورآئینی ماہرین کیسے اس مسئلے میں انکے نمائندے بن جاتے ہیں یعنی یاتو وہ آئین وقانون اوراسکے تقاضے جانتے نہیں یاپھردیدہ دلیری کرتے ہیں اوردشمنی خدااوررسول سے مول لیتے ہیں اللھم احفظنا پھراہم مناصب کیلئے جن کے پاس دوہری شہریت ہے وہ مسلمان بھی ہیں کتنوں کوکورٹ نے نااہل قراردیااوران کوڈی سیٹ کردیا۔کسی نے کاغذات نامزدگی میں جھوٹی ڈگری کادعویٰ کیاان کونااہل کردیا گیا۔اب جوجھوٹے اسلام کادعویٰ کرے توصرف یہی اصل ان کومتوجہ کرے توکیاپھران کی اہلیت رہتی ہے؟لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کوزیادہ وسیع النظرثابت کرنے کے لئے ان کے مفت کے وکیل بن جاتے ہیں حالانکہ صرف سیاسی اختلاف پرہم مخالف لیڈرکونااہل کرنے پراورجیل بھجوانے پرکتناخوش ہوتے ہیں حالانکہ اس نے ڈگری کاجھوٹ بولا ہوگا،اثاثوں میں جھوٹ بولاہوگایاکرپشن کی ہوگی یہ سارے دنیوی امورومعاملات ہیں۔

دینی امور میں جھوٹ کی سزا

اب جوعقیدے میں جھوٹ بولے بلکہ ان جیساعقیدہ نہ رکھنے والوں کوکافرسمجھیں ہم مفت میں ان کے نمائندے کیسے بنتے ہیں؟شایداثاثوں،ڈگریوں اوراموال کامسئلہ دین اورعقیدے سے زیادہ اہم ہے؟یایہ کہ ہمارااپنالیڈرمعاذاللہ اللہ اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم ہوگیاکہ اس کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے اس کے مخالف لیڈرکوحکومت سے چلتااورنااہل کرواکےتوہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےعزت وناموس کے مخالف کی نااہلیت پرہم فوراً انسان بن کرانسانی حقوق کے وکیل بن جاتے ہیں۔سوچ کامقام ہے......

کعبے کس منہ سے جاؤگے غالب شرم تم کومگرنہیں آتی

آج ہی وہ آئین کے حلف کادم بھرے توان کوان کی اہلیت کے اُساس پرذمہ داری دینے سے کیافرق پڑتاہے جبکہ دوسرے غیرمسلم بھی تواہم عہدوں پرفائزہیں۔

ظفراللہ کی وزارت کی وضاحت

رہی بات سرظفراللہ کی توایک تواس وقت ملک نیانیابناتھااورکچھ لوگ قائداعظم کومیراث میں ملے تھے۔فضائیہ کاسربراہ بھی ایک عیسائی تھا،اقلیتی امورکاوزیرجوگندرناتھ منڈل ہندوتھا۔اورپھریہ کہ اس وقت اسلامی حوالے سے توقادیانی غیرمسلم تھے لیکن آئینی طورپرنہیں تھےاوروہاں ان پرکوئی آئینی قدغن تھی نہیں وہاں توآئین ہی نہیں تھابلکہ 1935 کاانڈی پنڈنس ایکٹ تھاتوکیااب اس ایکٹ کوبھی واپس لاکرنافذ

کیا جائے کہ قائداعظم نے تو ملک وحکومت دونوں اس کے اُساس پر بنائے تھے۔لیکن پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہی وزیرخارجہ قائداعظم کا جنازہ (جوحضرت شیخ الاسلام مولانا شبیراحمد عثمانی صاحبؒ پڑھا رہے تھے کہ قائداعظم نے اس کی وصیت کی تھی۔قائداعظم نے پاکستان کا جھنڈا بھی مغربی پاکستان میں مولانا شبیراحمد عثمانی صاحبؒ سے اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفراحمد عثمانی صاحبؒ سے لہرایا تھا یہ ہردو دیوبند کے تابندہ ستارے تھے۔قائداعظم نے گویا اپنی سیاسی حیات جو اس نے پاکستان کی شکل میں حاصل کیا تھا وہ بھی اس عالم سے شروع کروائی اور جب وفات پاگئے تو اپنے جنازے کیلئے بھی اس کا انتخاب کیا۔) بہر تقدیر سرظفراللہ نے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔کسی نے پوچھا کہ کیوں؟ تو کہا کہ مجھے ایک مسلمان حکومت کا غیرمسلم وزیر یا ایک غیرمسلم حکومت وریاست کا مسلمان وزیر سمجھیں۔اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا سرظفراللہ مسلمان تھے؟ تو پھر تو جناح صاحب کی پوری حکومت بشمول اس کے غیرمسلم ہو گئے (معاذاللہ) یا اگر یہ حکومت اور جناح صاحب مسلمان تھے تو سرظفراللہ نے تو خود اپنے آپ کو غیرمسلم ڈکلئیر کردیا۔

اٹارنی جنرل کی بات کا جواب

پاکستان کے اٹارنی جنرل نے ٹی وی پر کہا ''کہ یہ کسی کو حق نہیں کہ کسی کو غیرمسلم کہے۔'' حالانکہ بات یہ ہونی چاہیے تھی کہ ''یہ کسی کو حق نہیں کہ کسی مسلمان کو غیرمسلم کہے۔'' کیا ہم ہندو کو غیرمسلم نہیں کہتے اور چلو بطور مثال اس کو مسلمان کہہ کر پکارو تو وہ غصہ ہوجائے گا یہ مسئلہ عقیدے کا ہے کسی کے کہنے نہ کہنے کا نہیں۔بلکہ اس سے قبل ایک وزیر نے کہا کہ ''قادیانیوں کے مسلمان اور غیرمسلم ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔''

کون سے علماء ہیں جن کا اختلاف ہے؟ یہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور مسلمانوں کے عقیدے سے کھلواڑ کرنا ہے اور یہ لوگ یہ صرف اپنے منصب ومفاد کیلئے کرتے ہیں یا جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔اب وہ وزیر تو وزیر تھا کہتے ہیں کہ وکیل بھی ہوگا لیکن اٹارنی جنرل واہ واہ اور پھر حاضر وزیر اطلاعات جو منہ سے آگ نکالتا ہے کہتے ہیں وہ بھی وکیل ہی ہونگے ،کہا کہ اس کو اقتصادی کونسل کا ممبر لگایا ہے نہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر، مسئلہ یہ نہیں بلکہ مسئلہ ہے آئین کا،اس کو تسلیم کرنے کا اور یوں مسئلہ آئین وملک سے وفاداری کا ہے حادثاتی طور پر وہ پاکستان میں پیدا تو ہوا ہے لیکن جب اس کے آئین کو نہیں تسلیم کرتا تو ایسے غدارانِ آئین کو کیوں ہم کسی عہدہ اور منصب پر فائز کرسکیں۔

آئین کے وفادار پر کوئی اعتراض نہیں

کسی سکھ، ہندو، عیسائی ،پارسی کو جو اس ملک کا باسی ،وفادار اور آئین کا پاسدار ہے کون ہے

جواس پر اعتراض کرے گا۔پیپلز پارٹی کے دور1993......1996میں جب میں بھی اسمبلی میں تھا تو ایک قادیانی کو صوبہ سندھ کا چیف سیکرٹری لگایا گیا، علماء نے احتجاج کیا۔اس وقت کے صدر مملکت فاروق لغاری صاحب مرحوم نے علماء کے ایک جماعت کو بلایا یعنی جو اسمبلی میں تھے جو بمشکل تین چار تھے میں بھی اس میں شامل تھا۔چونکہ لغاری صاحب کی والدہ اور اہلیہ دونوں ہمارے علاقے کے ایک معزز خاندان سے ہیں اور یوں اس کے ساتھ تعلق تھا تو اس نے ذاتی طور پر مجھ سے کہا کہ بلوچستان میں جمعیۃ علماء اسلام حکومت میں ہے اور وہاں تو چیف سیکرٹری ایک ہندو ہے، عیسائی ہے صاحب! آپ لوگوں نے تو کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔جب میں نے یہ آئینی بات ذرا کھل کے رکھ دی تو اس نے کہا کہ اب بات ذہن میں آگئی عام طور پر تو ہم لوگ آپ مولویوں کو ایسے جذباتی سمجھتے ہیں۔میں نے کہا لغاری صاحب ایسا نہیں ہے ہمارا پروفائل کچھ لوگوں نے خراب کر دیا ہے ورنہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اپنی عاقبت خراب کر دیں بلکہ بات کی بنیاد ہے اور بہت ہی حساس اور اساسی ہے۔بہر صورت یہ بحث تو کئی بار ہو چکا ہے لیکن......

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را گاہے گاہے باز خوان ایں قصہ پارینہ را

مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت

مسئلہ چھڑ جاتا ہے تو پھر وضاحت لازمی ہوتی ہے تاکہ مسلمانوں کے ایمان کا خسارہ نہ ہو کہ یہی مسلمان علماء حضرات کو احترام دیتے ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں صرف اسلئے کہ یہ ہمارے دین اور ایمان کے چوکیدار اور محافظ ہیں لہٰذا وہ بھی اگر مصلحتوں کے شکار ہوں اور مصلحت کیا دو چار دن کی دنیا اور دو چار روپے کے مفادات اور عاقبت گنوا بیٹھے اعاذنا اللہ منہ۔

تو خدارا! ان مسائل کو سیاسیات کی بھینٹ نہ چڑھائیں ورنہ کل قیامت کے دن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس انداز سے کھڑے ہونگے۔لاہور میں ایک چور (جو عادی چور تھا) اس نے ایک جگہ سے چوری کی بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ کسی مسیحی کا گھر تھا دوسرے دن وہ چوری کا مال لے کر وہی چھوڑ کے آیا۔کسی نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ جب مجھے پتہ لگ گیا کہ یہ عیسائی ہے تو ایک فکر لاحق ہوئی کہ کل قیامت کے دن اگر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری شکایت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لگائی تو کس چہرے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوں گا اور کیسے آنکھیں ملاؤں گا؟ کہتے ہیں کہ اسی بات نے اس کی زندگی بدل ڈالی اور وہ ایک صالح مسلمان بن گیا۔

مفتی ذاکر حسن نعمانی *

اسلاموفوبیا: ایک تعارف

(ISLAMO PHOBIA: Introduction)

فوبیا(PHOBIA) کا معنی ہے ،ذہن کی مریضانہ کیفیت جو کسی طرف سے خوف یا نفرت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے ۔ دہشت یا وحشت بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے،یعنی کسی شے کا خوف یا اس سے بیزاری ظاہر کرنا۔لہٰذا اسلامو فوبیا(ISLAMO PHOBIA) کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے خوف ، وحشت، دہشت اور بیزاری ظاہر کرنا ،الحاصل اسلام سے اس درجہ وحشت ،دہشت،خوف اور بیزاری ظاہر کرنا کہ آدمی ذہنی مریض بن جائے۔

اسلاموفوبیا کی تاریخ

اسلاموفوبیا کی بیماری کفار میں زمانہ قدیم سے ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کو بھی یہ بیماری کسی نہ کسی درجہ میں لگی ہوئی ہے اور لگ رہی ہے، گویا یہ ایک متعدی بیماری ہے۔انسانوں کے مابین مذہبی جنگ زمانہ قدیم سے جاری ہے ،کوئی اپنے مذہب کو غلط کہتا ہے نہ چھوڑتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں صادق اور امین کے نام سے مشہور تھے، پورا مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور امانت پر گواہ تھا،لیکن جب آپ نے اسلام اور توحید کی آواز لگائی تو مشرکین مکہ بگڑ گئے اور اپنے بت پرستی والے مذہب پر ڈٹ گئے ۔ یہاں تک کہ اس کے لیے جنگیں بھی لڑیں اور اسلام سے نفرت ، وحشت اور بیزاری شروع کردی۔صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس وقت کی بڑی سپر پاور (روم) کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت کا خط بھیجا۔حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے امیر بصریٰ کے توسط

---

* استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

سے وہ والا نامہ قیصر (ہرقل) کے دربار میں پہنچایا۔قیصر نے حکم دیا کہ عرب کے لوگ ملک میں آئے ہوں تو ان کو حاضر کیا جائے۔ اتفاق سے ابوسفیان قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور مقام غزہ میں مقیم تھے۔ابوسفیان اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، قیصر کے آدمیوں نے پورے قافلہ کو دربار میں حاضر کیا۔ ہرقل نے ابوسفیان سے چند سوالات کے جوابات حاصل کیے، جس کی وجہ سے ہرقل کا اسلام کی طرف میلان پیدا ہوا۔ ہرقل نے کہا کہ:

”فان كان ماتقول حقاً، فسيملك موضع قدمی هاتين“

ابوسفیان سے کہا کہ اگر آپ نے میرے سوالات کے صحیح جوابات دے ہیں تو وہ (نبی) میرے پیروں کے نیچے زمین (بیت المقدس) کے مالک ہوجائیں گے۔مزید کہا اگر میں اس نبی آخرالزمان تک پہنچ سکتا تو ہر قسم کی مشقت برداشت کر کے خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھوتا، چنانچہ ہرقل نے دروازے بند کر کے اپنے دربار میں روم کے چوہدریوں کو جمع کر کے خطاب کیا، اے رومیو! کیا تمہیں کامیابی، ہدایت اور اپنی حکومت کی بقا چاہیے، پس اس نبی کے ہاتھ بیعت کرلو۔ فحاصوا حيصة حمر الوحش الى الابواب ہرقل کی بات سن کر لوگ نیل گایوں کے بھاگنے کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے۔یہ تھی ان کفار کی اسلام سے وحشت اور نفرت،ابوسفیان نے بھی اسلام کے غلبہ کے خوف کا اظہار اس وقت کیا تھا،صحیح بخاری میں ہے: فقلت لاصحابی حين اخرجنا لقد اَمِرَامرُابن ابی كبشة ،انه يخافه ملك بنی الاصفر فمازلت موقنا انه سيظهر حتى ادخل الله على الاسلام

جب ہم دربار سے نکال دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا بخدا ابو کبشہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے لڑکے کا معاملہ تو سنگین اور عظیم ہوگیا۔اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ پس مجھے برابر یقین رہا کہ عنقریب آپ غالب آجائیں گے ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی توفیق دی۔ ابوسفیان نے اس وقت اسلام کے غلبہ اور اس سے خوف کا اظہار کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا اور مسلمان ہوگئے۔ گویا یہ بھی اسلاموفوبیا کی اس وقت کے لحاظ سے ایک مثال ہے۔

آج بھی دنیا بھر کے کفار کو اسلام کی حقانیت اور صداقت معلوم ہے تاریخ پر ان کی نظر ہے، قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں،لیکن اسلام سے وحشت اور دہشت کی وجہ سے ان پر خوف طاری ہے کہ اسلام پھیل رہا ہے ایک دن اسلام کو ضرور غلبہ حاصل ہوگا ، لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ جس کی وجہ سے کفار کے پیشوا اور مفکرین ذہنی مریض بن گئے ہیں وَ لَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اس بیماری کو اسلاموفوبیا کہتے ہیں۔

ان کفار کو دنیا کے کسی مذہب سے خطرہ نہیں ،صرف اسلام سے ڈرتے ہیں ،اس لیے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی چالیں چلتے ہیں ۔اسلام کو چلنے نہیں دیتے لیکن ان کو پتہ نہیں کہ یہ چراغ پھونکوں سے بجھتا ہے نہ بجھے گا، اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو بنیاد پرست ،کبھی شدت پسند، کبھی دہشت گرد کہتے ہیں ۔کبھی ان پر بمباری کرتے ہیں، ان کا قتل عام کرتے ہیں ، اس وقت تمام مسلم ممالک کو میدان جنگ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں ، یہ سب اسلام خوفی کا اثر ہے۔ ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جس چیز کو وہ ختم کرنا چاہتے ہیں وہ تو پوری دنیا کے لیے امن ، چین ،سکون اور محبت کا نسخہ اور پیغام ہے ۔ جہاں اسلام کی صحیح تعلیمات رائج ہیں وہاں امن اور سلامتی ہے ، جہاں کفر اور کفار کا راج ہے وہاں نفس ،شیطان اور حیوانیت کا راج ہے۔

مسلمان اور اسلاموفوبیا

بدقسمتی سے یہ بیماری مسلمانوں میں بھی پھیل رہی ہے ،بعض بدقسمت مسلمان اس سے کسی نہ کسی درجہ میں متاثر ہیں ۔دراصل اس بیماری کے ابتدائی جراثیم سیکولرازم ہے اور اس کا آخری درجہ اور انجام حقیقی سیکولرازم ہے ۔بعض کم فہم مسلمانوں کے ذہن میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں نے یہ بٹھا دیا ہے کہ اسلام دنیاوی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے، حالانکہ اسلام دنیاوی ترقی کا مخالف ہے نہ اس کے لیے رکاوٹ ہے، ہاں! نفس اور شیطان کے لیے ضرور رکاوٹ ہے ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کو کھجوروں کی پیوند کاری سے منع کیا تو کھجوریں کم پیدا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پیوند کاری سے منع فرمایا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا+

”انتم اعلم بامور دنیاکم “

تم اپنے دنیاوی امور کو خوب جانتے اور سمجھتے ہو۔

یعنی پیوند کاری کرتے رہو، گویا یہ دنیاوی میدانوں میں کام کرنے کی اجازت تھی۔ اسلام کسی بھی دنیاوی میدان میں کام اور ترقی پر پابندی نہیں لگاتا اور کیسے لگائے گا،اس لیے کہ دنیا کا ہر کردار دینی میدان کا معاون ہے ۔انسان تو بدن اور روح دونوں سے مرکب ہے ،بدن روح کی سواری ہے ،بدن صحیح ہوگا ، تو روح اس پر سواری کرے گی۔ بدن کمزور اور ضعیف ہو جائے تو روح بالآخر پرواز کر جاتی ہے۔ بدن کی

اصلاح اور بقا کا تعلق مادیات کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آسمان وزمین کا دکھائی دینے والا نظام بدن کی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو سب سے پہلے ان کو تمام دنیاوی علوم عطا کیے، وعلم آدم الاسماء کلھا میں تمام عصری علوم کی طرف اشارہ ہے۔ اس لیے کہ معاشی علوم کے بغیر دنیاوی زندگی ناممکن ہے۔ بدقسمتی سے اسلام اور مذہب سے بیزار مادہ پرست صرف انہی دنیاوی علوم میں کھو گئے اور آسمانی ہدایت بھول گئے، حالانکہ آدم علیہ السلام کے اس قصے کے آخر میں ارشاد باری ہے:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُونَ(البقرۃ:۳۸)

پس اگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلاء ہوں گے۔

الحاصل مادی وعصری علوم سے بھاگنا صحیح ہے، نہ اسلامی اور روحانی علوم سے ،یعنی دونوں علوم (علم معاد اور علم معاش) بقدر ضرورت، ضروری ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ مادی علوم اور اس کے ثمرات کی طرف اتنی بھرپور توجہ دی گئی کہ روحانی اور اسلامی علوم اور اس کے فوائد وبرکات آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ جس کی وجہ سے بعض لوگ اسلامی زندگی کو مادی علوم کی ترقی اور اس کے ثمرات کے لیے رکاوٹ سمجھتے ہیں، حالانکہ مادی علوم حقیقت میں صرف ایک فن اور ہنر ہے، جس سے انسان کی صرف معیشت درست ہوتی ہے۔ جبکہ روحانی اور اسلامی علوم انسان کو صحیح انسانیت اور اخلاق سکھاتے ہیں، آپس کے معاملات اور معاشرتی زندگی میں صحیح انسانیت کام آتی ہے، اگر انسان کے پاس سب کچھ ہے لیکن اخلاق وانسانیت نہیں تو تمام عقلاء کے نزدیک صفر ہے۔ اسلام سے بھاگنا تو انسانیت سے بھاگنا ہے اور ایسا انسان پھر نارمل (صحیح) انسان نہیں رہتا۔ بلکہ ابنارمل (Abnormal) انسان بن جاتا ہے۔ ایسے انسان میں صحیح انسانی صفات مثلاً ایثار اور ہمدردی ختم ہوجاتی ہے۔ اگر قابل تقلید صحیح انسانوں کے اعلیٰ نمونے دیکھنا چاہتے ہو تو صحابہ کرامؓ کی سیرت اور زندگی کا مطالعہ کرو۔ اسی طرح اولیاء کرام کی حکایات کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے۔ ان لوگوں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو مقام ومرتبہ، عزت واحترام عطا کیا تھا وہ کسی سے مخفی نہیں، یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی ان اعلیٰ اسلامی نمونوں (صحابہ کرام اور اولیاء کرام) کی بے ادبی کی جرات کر سکتا ہے اور نہ ان کے بارے میں کوئی کسی قسم کی گستاخی برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔

محض دنیاوی تعلیم کے اثرات

جس دنیاوی تعلیم میں اسلامی تربیت نہ ہو، تو اس کے فیض یافتہ افراد میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے، جو دوسروں کے کام آئیں۔ ایک سکوارڈن لیڈر کا انتقال ہوا، اس کے بچے اس کی صفائی اور غسل کے لیے تیار نہیں تھے، میں نے مسجد کا خادم بھیجا، اس نے یہ خدمت لله فی الله کی۔ جو شخص ایسے وقت میں باپ کی خدمت کیلئے تیار نہیں وہ ملک وملت کی کیا خدمت کرے گا؟ یہ خالص دنیاوی تعلیم کا اثر ہے۔ ایک میجر صاحب نے اپنے بیٹے کو بیرون ملک اعلیٰ ڈگری کے لیے بھیجا، اتفاقاً وہ وہاں پر تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہوگیا۔ اس کی صورت وسیرت اسلامی بن گئی ۔ جب واپس آیا تو ائیر پورٹ پر باپ اس کو دیکھتے ہی اس پر برس پڑا اور اس کو سخت ڈانٹ پلائی کہ اس لیے بھیجا تھا؟ باپ کا خیال تھا کہ بیٹا اب دنیا کے کسی کام کا نہ رہا۔ فضول تعلیمی خرچے برداشت کیے۔ بیٹا سیانا تھا، بریف کیس سے فرسٹ کلاس کی ڈگری نکال کر اپنے والد کو بتلائی، اور کہا یہ لو جس کے لیے بھیجا تھا۔ باقی جو آپ مجھے دیکھ رہے ہیں یہ میں نے آپ کے لیے نہیں بلکہ اپنی آخرت کے لیے کیا ہے۔ اس کیساتھ آپ کا کیا کام ہے؟ لیکن باپ کے سمجھ میں یہ باتیں نہیں آرہی تھیں، بیٹے کو KPT کراچی پورٹ ٹرسٹ میں نوکری مل گئی، باپ پر فالج کا اٹیک ہوا۔ اس بیٹے نے باپ کی خوب خدمت شروع کی، بقیہ بیٹے صبح صبح سلام کر کے اپنے اپنے کاموں کی طرف نکل جاتے اور یہ بیٹا مسلسل خدمت کرتا رہتا تھا۔ اب باپ نے اس بیٹے کو دعائیں دینا شروع کر دیں، بیٹے نے کہا میرے لیے دعائیں نہ مانگو، دعائیں ان لوگوں کے لیے مانگو جنہوں نے مجھ پر دینی محنت کی اور اسلامی زندگی کی طرف لے آئے اگر وہ لوگ مجھ پر دینی محنت نہ کرتے تو آج میں بھی بقیہ بھائیوں کی طرح اپنے کام کی طرف توجہ دیتا اور آپ یوں ہی بغیر خدمت کے لیٹے پڑے رہتے۔

بے وقوف کی اسلام فراری

آج بھی معاشرے میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے بچوں کو اسلامی زندگی سے دور اور محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے کسی کام کا نہ رہیں، بیٹے کا عقیدہ خراب ہو جائے، اخلاق بگڑ جائیں، بے عمل اور بدعمل بن جائے اس کی کوئی فکر نہیں۔ فکر ہے تو انگریزی اور ڈگری کی۔ اپنے بچوں کو مسجد اور مُلا سے دور رکھتے ہیں، جن لوگوں میں دین کی کچھ نہ کچھ سمجھ ہے، تو وہ قرآن مجید کے ناظرہ سبق کے لیے گھر پر کسی استاذ کا بندوبست کر لیتے ہیں تا کہ عام بچوں سے دور رہیں، کہیں مکمل اسلامی ذہن والا نہ بن جائے۔ ارشاد باری ہے: وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرۃ: ۱۳۰)

''ملت ابراہیم یعنی اسلام سے صرف وہی شخص بھاگتا ہے جو ذاتی طور پر بیوقوف ہو۔''

یعنی کسی اور نے اس کو بیوقوف نہ بنایا ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا جس میں تھوڑی بہت عقل اور سمجھ ہو، تو وہ اسلام جیسے مفید، صحیح اور اعلیٰ مذہب سے بھاگنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اسلام ابتداء ہی سے بچے کے مزاج، سوچ اور ذہن کو اسلامی بنانا چاہتا ہے۔ یعنی سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کا حکم ہے، بچہ دس سال کا ہو جائے نماز نہ پڑھے تو تادیباً کچھ نہ کچھ پٹائی کی بھی اجازت ہے۔ موجودہ مغربی تعلیم اور مغرب زدہ ذہن میں تعلیم کے دوران اسی قسم کی تادیبی کارروائی کا تصور ہی نہیں۔ تعلیم کے ساتھ اسلامی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچے میں اسلام بیزاری شروع ہوجاتی ہے۔ ایسے والدین اور بچوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے تاکہ اسلام خوفی شروع ہوجاتی ہے۔ آہستہ آہستہ اسلام سے وحشت، نفرت اور دہشت شروع ہوجاتی ہے۔ نتیجتاً والدین اور بچے اسلاموفوبیا کے مریض بن جاتے ہیں۔

علاج: پس چہ باید کرد

اسلام میں ہر مرض کا علاج ہے۔ صحابہ کرام اسلام سے قبل مختلف قسم کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی بیماریوں میں مبتلاء تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ سے اوروں کے ہادی اور رہبر بن گئے۔ اس بیماری سے بچنے کے لیے دین کے ساتھ علماء، صلحاء اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستگی ضروری ہے۔ ہم نے اسلامی ذہن والے بعض ذہین بچوں کو خالص دنیاوی آزاد ماحول میں بگڑتے ہوئے دیکھا ہے، اُن کا علاج بھی یہی ہے کہ ایک بار پھر اسلامی زندگی کی طرف لوٹ آئیں۔ اسلامی زندگی کے لیے اسلامی ماحول ضروری ہے۔

آج کل ہر طرف ماحول غیر اسلامی ہے۔ لیکن الحمد اللہ مدارس، مساجد اور خانقائیں موجود ہیں۔ تبلیغی جماعت والے ملک گیر اور عالم گیر کام کررہے ہیں، علاج مشکل نہیں صرف ہمت چاہیے۔ مشکل علاج کے لیے مریض طبعاً کبھی بھی تیار نہیں ہوتا لیکن سب لوگ اسے ترغیب دیتے ہیں، اس کو مجبور کرتے ہیں، تو عقلاً علاج کے لیے تیار ہوجاتا ہے اور اس کو شفا مل جاتی ہے۔ اسی طرح اسلاموفوبیا کی بیماری سے نجات کے لیے ہمت کرنا ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ اس بیماری کو بیماری سمجھا جائے۔ اگر کوئی اس کو بیماری نہیں سمجھتا تو پھر اس کا علاج مشکل ہے۔ لہٰذا اسلامی اور روحانی لوگوں کا فریضہ بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کو سمجھائیں کہ وہ اس بیماری (اسلاموفوبیا) کا ضرور علاج کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اس خطرناک بیماری سے محفوظ فرمائے اور جو اس میں مبتلا ہیں ان کو نجات دلائے۔

جنرل مرزا اسلم بیگ*

تخلیق کائنات پر غور

کلام پاک نور ہدایت ہے علم کا خزانہ ہے۔ تخلیق کائنات سے متعلق جو ارشادات ربانی ہیں ان پر غور کریں تو حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے آگہی کے نئے نئے در کھلتے جائیں گے اور اللہ اور انسان کے درمیان قربت کا احساس دل کی دھڑکنوں میں سنائی دینے لگے گا۔ اور اس بات پر ہم غور کرنے پر مجبور ہوں گے کہ تخلیق کائنات سے متعلق مقصود الٰہی کیا ہے جس سے آگہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ جب کچھ بھی نہ تھا تو رب ذوالجلال ہی کی ذات ساری کائنات تھی اور انسان کا خیال دل یزداں میں جاگزین تھا جس کیلئے کائنات تخلیق کرنا مقصود تھا تا کہ اس کی تمام نعمتیں انسان کیلئے مسخر کر دی جائیں اور اس کا امتحان لیا جائے کہ کس طرح وہ راہ حق اختیار کرتا ہے اور مقصود الٰہی کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے (تمہارے لئے) آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں، کیا اس پر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔" (السجدہ:۴)

"اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں ہے سب کو چھ دنوں میں بنا ڈالا اور ہمیں ذرا بھی تھکان نہیں ہوئی۔" (ق:۳۸)

"اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں جن میں اللہ کے احکام اترتے رہتے ہیں۔" (الطلاق:۱۲)

"بیشک تمہارے پروردگار کا ایک دن تمہارے حساب کی رو سے ہزار سال کے برابر ہے" (الحج:۴۷)

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

اللہ تعالی نے زمان و مکان کے حوالے سے تخلیق کائنات کا عمل اور ترتیب تفصیل کیساتھ بیان فرمایا ہے:
آپ کہہ دیجئے کہ تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دنوں میں زمین پیدا کر دی۔ سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں رہنے والوں کی غذاؤں کی تجویز بھی مقرر کر دی کل چار دنوں میں۔ پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔ پس آسمانوں اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آملو یا ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس (باقی) دو دنوں میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اور وہاں کی دنیا کو اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور اس کی نگہبانی کی۔ یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔ (حم السجدہ: ۹۔۱۲)

اہم بات یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے انسان کیلئے دنیا تخلیق کی دنیا جو کائنات کے مقابلے میں ایک ذرہ کے برابر ہے۔ اس کو بنانے میں دو دن لگے یعنی ہمارے دو ہزار سال اور اس دنیا کو انسان کیلئے اور اللہ کی تمام مخلوقات کیلئے قابل زیست بنانے اور سجانے میں مزید دو دن لگے دو اور دو چار ہزار سال اور باقی دو دنوں میں ساری کائنات تخلیق کر دی اور آسمان دنیا کو چاند اور ستاروں سے روشن کر دیا اور آسمانوں اور زمین کی تمام نعمتیں انسان کیلئے مسخر کر دیں۔ آسمان دنیا پہلا آسمان ہے جس کی وسعتوں کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اسکے آگے چھ آسمان اور ایسی ہی زمینیں بھی ہیں۔ کائنات کی وسعتیں ہزاروں نوری سال پر محیط ہیں اور یہ کائنات انتہائی رفتار سے اپنے مرکز یعنی رب ذوالجلال کی جانب سمٹتی جارہی ہے۔

انسانی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات کا عمل آج سے 14.4 ارب سال پہلے واقع ہوا جسے ہم Big Bang کہتے ہیں۔ جب کہ حکمت ربانی کے تحت یہ کائنات چھ ہزار سالوں میں تخلیق کی گئی۔ پھر آٹھ ارب سال تک یہ کائنات اللہ کے حکم سے بنتی رہی سنورتی رہی جہاں زندگی کے آثار نمایاں ہوئے اور مزید چھ ارب سال کی مدت میں زندگی نے انسان اور دوسری مخلوق کی شکل اختیار کی۔ یہاں تک کہ آج سے تقریبا ساٹھ لاکھ سال قبل انسان اپنے دو پیروں پر چلنے والا بن گیا۔ انسان کو مہذب اور باشعور بننے میں مزید کئی لاکھ سالوں کی مدت درکار تھی تا کہ وہ احکامات خداوندی کو سمجھ سکے۔ یہ مدت بڑی اہم ہے کیونکہ یہ وہ مقام آگہی ہے جب اللہ تعالی نے لاتعداد پیغمبر اور نبی بھیجے جو انسانوں تک اللہ کی ہدایت پہنچاتے رہے۔ اسی عرصے میں اللہ تعالی نے حضرت آدم و حوا کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر نازل فرمایا اور تخلیق کائنات کا پہلا مقصد پورا ہوا جو انسان کی عظمت کی دلیل ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو مٹی سے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔ علم عطا کیا

اور وہ مقام عطا کیا جو صرف اللہ کی ذات کیلئے ہے یعنی اپنی ہی تخلیق کو معبود کا درجہ عطا کیا۔ فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کہ سجدہ کرو۔ ابلیس نے انکار کیا فرشتوں نے عرض کی یا رب ہم دن رات آپ کی عبادت کرتے ہیں ہر حکم بجا لاتے ہیں اور تو انسان کو با اختیار بنا کر اور اپنا نائب مقرر کر کے دنیا میں بھیج رہا ہے وہ تو بڑا فتنہ پھیلائے گا ، اللہ تعالی نے فرمایا: تمہاری خدمات نا کافی ہیں۔ مجھے اس سے بھی آگے کچھ مقصود ہے۔ میں انسان کو اپنا با اختیار نائب بنا کر دنیا میں کیوں بھیج رہا ہوں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔(البقرۃ:۳۰)

فرشتے اور جنات انسان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ ابلیس نے نافرمانی کی اور تا قیامت انسانوں کو گمراہ کرنے کی اجازت مانگ لی۔

انسان ابھی رحم مادر میں ہوتا ہے کہ روح داخل ہوتی ہے اور اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے زندگی سانس لینے لگتی ہے۔ روح اللہ کی شان ہے (بنی اسرائیل:۸۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے میں تمہارے اور دل کے درمیان حائل ہوں۔(الانفال:۲۴) یہی حقیقت ہے کہ ہمارے دل کی ہر دھڑکن حق حق پکارتی ہے۔ انسان کی تخلیق پر اللہ خود نازاں ہے کہ کیسی اچھی صورتیں بنائی ہیں۔(التین:۴) کیسی پاکیزہ صورتیں بنائی ہیں (التغابن:۳) اور ہم ہیں کہ اپنے عمل و کردار سے اپنی صورتیں بگاڑ لی ہیں۔

اللہ تعالی نے انسان کو با اختیار بنا کر اس دنیا میں ایک ایسے مقام (Choice Point) پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سے فلاح کے متعدد راستے نکلتے ہیں انسان کیلئے ان میں سے صرف صراط مستقیم کو منتخب کر کے اس پر چلنے کا امتحان ہے جس کیلئے روشن کتاب عطا کی جو نور ہدایت ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا کیا ہے جو مشعل راہ بھی ہیں اور نشان منزل بھی۔ انسان اللہ تعالی کو دنیا کی تمام ذی روح سے زیادہ محبوب ہے۔ اس محبت کا تقاضہ ہے کہ انسان اس قربت کی اتھاہ گہرائیوں کو سمجھے اور ہر اس شے سے محبت کا سلیقہ اپنائے جو اللہ کی محبت سے عبارت ہے۔

خالق کائنات نے جہاں انسان کو اتنا عظیم شرف بخشا ہے وہاں اسے ایک بڑی مشکل امتحان میں بھی ڈال دیا ہے کہ وہ مقصود الٰہی کے حصول کیلئے راہ حق اختیار کرے جس کی تلاش کیلئے اللہ تعالی نے بار بار ہم انسانوں کو آگاہ کیا ہے کہ اس عالی مقام تک پہنچنے کیلئے ہم نے تمہیں کان عطا کئے ہیں تم سنتے نہیں آنکھیں دی ہیں تم دیکھتے نہیں دل دیا ہے تم سوچتے نہیں۔ (الاعراف:۱۷۹) اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا کہ تمہیں دماغ عطا کیا ہے تم سوچتے نہیں پھر بھی ہم دل سے رجوع نہیں کرتے اگر ہم دل سے رجوع کرنے کا سلیقہ اپنا لیں تو راہ حق کو پا لینا مشکل نہ ہوگا۔ راہ حق کا راستہ حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق الارض کی منزلوں سے گذرتا ہے۔ جس نے یہ راستہ اختیار کیا اس نے مقصود الٰہی پا لیا۔

مندرجہ بالا تجزیئے سے بہت سے سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ ان میں سے صرف چند سواالات درج ذیل ہیں کہ جن پر غور کرنا لازم ہے:

(۱) اس کرہ ارض کو بنانے اور سنوارنے میں اللہ تعالی کے چھ ہزار سال لگے۔ یہ طویل مدت حکمت ربانی کی دلیل ہے۔تخلیق کائنات کا یہ عمل Big Bang تو نہ ہوا؟

(۲) ہمارے دین کی بنیادیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ستونوں پر قائم ہیں جبکہ اس دنیا سے اللہ کی محبت اور مخصوص توجہ اس بات کی متقاضی ہے کہ ہمارے دین کا تیسرا ستون اگر حقوق الارض تسلیم کرلیا جائے تو کیا حق ادا ہو جائے گا؟

(۳) اللہ تعالی نے سات آسمان بنائے اور ویسی ہی دنیائیں بھی جہاں اللہ تعالی کے احکامات اترتے رہتے ہیں۔ کیا دوسری دنیاوں میں ہماری دنیا کی طرح باشعور مخلوق موجود ہے جن پر اللہ کے احکامات اترتے ہیں؟

(۴) یہ دنیا جسے اللہ تعالی نے اتنے پیار سے بنایا ہے اس سے ترک دنیا کیسے ممکن ہے جبکہ ہماری زندگی کا اصلوب یہ ہے کہ ہم اس دنیا ہی کے ہو کے نہ رہ جائیں اور حقوق الارض کی ذمہ داریوں سے بھی غافل نہ ہوں ۔ یہ کرہ ارض تمام اجسام عالم سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے خوبصورت ہے پر کشش ہے۔ کیا ترک دنیا کر کے ہمارا جینا کفران نعمت نہیں ہوگا؟

(۵) ہماری تحقیق یہ کہتی ہے کہ اس دنیا میں انسان موجود تھا جو لاکھوں سال کی ارتقائی منزلوں سے گذر کر باشعور انسان بنا کہ جسے اللہ کے احکامات ملنے لگے۔ کیا یہی وہ دور تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کا نزول ہوا کہ جنہیں اللہ نے بعثت اور علم وحکمت عطا کی تھی۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ نے آدم وحوا کو اور اس دنیا میں پہلے سے موجود نسل انسانی کو ایک ہی مٹی سے بنایا لیکن مختلف ادوار میں یہ دو مختلف انسانی نسلیں تھیں کہ جن کے درمیان ہم آہنگی کیسے ممکن ہوئی اور پہچان ایک ہوئی جبکہ صرف رنگ ونسل مختلف ہیں۔ یہ سب کیسے ممکن ہوا؟

حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق الارض کی ادائیگی رضا الٰہی ہے اور مقصود الٰہی بھی ہے۔ یہی ہماری عارضی زندگی کا کٹھن سفر ہے جو اللہ انسان اور دنیا کی تمام محبتوں کی آماجگاہ ہے ایک اتھاہ سمندر کی مانند ہے جس کی گہرائیوں میں مقصود الٰہی کا گہر پنہاں ہے جسے پالینا ارتقائے آدمیت بھی ہے اور انسانیت بھی۔

جناب سید خالد جامعی *

عیش وعشرت کی ثقافت اور دعوت کی روایت کا خاتمہ

امتیں جب عیش وعشرت کے اسلامی جواز تلاش کرتی ہیں تو وہ تاریخ کے صحرا میں اس طرح گم ہوجاتی ہیں جس طرح کسی بیوہ کا آنسو تنہائی میں شبِ فراق کے تصور سے پلکوں سے گر کر زمین میں تحلیل ہوجاتا ہے، جدید سائنس وٹیکنالوجی کا مقصد صرف عیش وعشرت کی فراوانی کے ذریعے مادیت کو روحانیت پر غالب کرنا ہے، اس لیے جدید سائنس اسلامی تہذیب کی اصل حریف اور دشمن ہے، اس کو غیر جانبدار سمجھنا، اسے اسلامی تاریخ وتہذیب کا گمشدہ قافلہ قرار دینا اوراسکے حصول پر امت کی نجات، عروج اورشان وشوکت کو منحصر رکھنا، جدیدیت پسندی ہے، اصل عروج یہ ہے کہ فرد اس پیغام پر دل کی گہرائیوں سے قائم ہو جائے جو حق ہے ''الحق'' ہے، ''الکتاب'' ہے، آخری پیغام ہے اور وہ اسلام ہے۔

دعوتوں میں لوٹ مار کی ثقافت

اس عیش وعشرت کی زندگی کا مشاہدہ ہم اپنے عہد کی دعوتوں سے لگا سکتے ہیں جس میں اب کھانے پینے کا انتظام دسترخوان کے بجائے مغربی طرز اور روش پر ہوتا ہے، لوٹ مار کی ثقافت عام ہے، اب تو عامۃ الناس تو ایک طرف خواص امت بھی مغربی روش پہ چل نکلیں ہیں، خواص کے صاحبزادوں کی شادیاں اب سادگی کا منظر پیش نہیں کرتی، وہاں بھی کھانا دسترخوان پر نہیں ملتی، یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے بلکہ یہ عظیم المیہ ہے۔ اگر اسلامی تحریکوں کے قائدین کی تقاریب میں دسترخوان کی سنت زندہ نہیں ہوگی تو پھر عوام کے یہاں اس سنت کا احیا محال ہے،

دسترخوان کے فوائد

دسترخوان کی سنت کے کئی فوائد ہیں ہمارے اخلاقِ رذیلہ کے لیے یہ سنت ایک حصار بن جاتی

* ناظم شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ کراچی

ہے کھانا ضائع نہیں ہوتا، بزرگوں اور بچوں کو کھانا لینے کے لیے دھکے نہیں کھانے پڑتے، بزرگوں اور مہمانوں کو فقیروں کی طرح قطار میں پلیٹیں لے کر نہیں کھڑا ہونا پڑتا اور بار بار پلٹنا نہیں ہوتا، عزت کے ساتھ سب کو بیٹھے ہوئے کھانا ملتا ہے لیکن دسترخوان ہماری معاشرت اور ہماری دعوتوں کے لیے اجنبی ہو گیا ہے، کیا اس سنت کے فوری احیاء کی ضرورت نہیں ہے؟

بوہری فرقے کی دعوتیں اور تقاریب

بوہری فرقے کے سربراہ برہان الدین کی ہدایات کے مطابق بوہری فرقے کی تمام تقاریب شادی ولیمہ ان کے جماعت خانے میں ہوتی ہیں، مغرب کے فوری بعد کھانا شروع ہو جاتا ہے اور عشاء کی اذان کے ساتھ ہی دسترخوان اٹھا لیا جاتا ہے، تقریب میں شرکت کیلئے پاجامہ کرتا پہننا لازمی ہے، نشست فرشی ہوتی ہے، غریب سے لے کر ارب پتی بوہری کی دعوت میں یہی طریقہ ہوتا ہے، امرا کی تقاریب میں حکومت کے بڑے بڑے عہدیدار آتے ہیں تو وہ اسی طرح فرشی نشست پر بیٹھتے ہیں ان کے لیے میز کرسی کا انتظام نہیں کیا جاتا، مہمانوں کے سامنے ایک طشت یا تھال رکھ دیا جاتا ہے جس میں چھ آٹھ آدمیوں کے سمانے کی گنجائش ہوتی ہے کسی کو الگ رکابی نہیں دی جاتی، سب مل جل کر کھاتے ہیں، سب سے پہلے نمک چٹایا جاتا ہے پھر دو دو سموسے دیے جاتے ہیں پھر ایک تکے کا ٹکڑا اس کے بعد بریانی آتی ہے وہ حسبِ طلب آتی رہتی ہے پھر میٹھا اور محفل برخاست، اگر بوہری برادری دسترخون کی سنت کو غربا سے لے کر امراء تک نافذ کر سکتی ہے تو اسلامی تحریکیں، دینی جماعتیں کم از کم اپنی تقاریب میں اس سنت کو زندہ کر سکتے ہیں کیا اس طرف توجہ کی ضرورت نہیں ہے؟ دعوتوں میں لوٹ مار کا اسلوب جس طرح عام ہو گیا ہے، اس سے بچنے کا واحد طریقہ دسترخوان پر کھانا کھلانا ہے افسوس ہے کہ اسلامی اور احیائی تحریکیں معاشرتی ضرورتوں اور معاشرتی تبدیلیوں سے آگاہ نہیں اور ان امور پر ان کی نظر نہیں ہے پھر انقلاب کیسے برپا ہو؟ جو انقلابی اپنے ولیمے شادی اور تقاریب میں دسترخوان کی سنت جاری نہیں کر سکتے وہ عہدِ حاضر کی اسلامی ریاست میں سنتوں کا احیا کیسے کر سکتے ہیں؟

اسراف و تصنع کی ثقافت اور معاشرے سے دعوت کی روایت کا خاتمہ

اس عیش و عشرت اسراف و تصنع اور بناوٹ کی ثقافت نے پاکستانی معاشرے سے دعوت کی روایت کو ختم کر دیا ہے آج سے بیس پچیس سال پہلے خاندانوں میں دوست واحباب میں دعوتوں کا شدت سے رواج تھا پڑوسی، احباب، اہلِ محلّہ، اہلِ خاندان ایک دوسرے کے گھر کثرت سے آتے جاتے اور کثرت سے دعوتیں دیتے تھے لیکن اب دعوت کی روایت بالکل مر چکی ہے خاندانوں میں لوگ سال میں

کبھی کبھار گھروں میں دعوت دیتے ہیں، سماجی تقاریب وغیرہ کی دعوت ایک الگ معاملہ ہے، لیکن خاندان کی دعوتیں اور ذاتی دعوتیں شجرِ ممنوعہ ہوگئی ہیں، پہلے کسی گھر میں اچھی دال، سبزی، ساگ، بھات، کڑی، چٹنی، کھاجا، مٹھائی، پاپڑ، پوری، حلیم، کھچڑا، گلتی، بیسنی روٹی، پکوڑے، برسات کے پکوان، گلگلے، اصلی گھی یا لسی بنتی تو لوگ ایک دوسرے کو مدعو کر لیتے تھے، اب دعوت کا تصور مرغی، تکے، بریانی، گوشت اور انواع واقسام کے کھانوں سے وابستہ ہوگیا ہے، لہٰذا چھوٹی سے چھوٹی دعوت بھی ہزار دو ہزار روپے کی پڑتی ہے، لوگ یہ سوچتے ہیں کہ کسی کو بہت دور سے بلائیں وہ اپنا پٹرول لگا کر آئے اور اسے کڑی، سبزی، ساگ، بھات، بیسن کی روٹی کھلا دی جائے تو بہت بے عزتی ہوگی، لہٰذا اس بے عزتی سے بچنے کیلئے لوگوں نے دعوتیں ختم کر دیں، جبکہ دعوت کا مقصد میل جول ملاقات آپس کے تعلقات میں گہرائی گرم جوشی ہے لیکن اب دعوت صرف کھانے پینے کی اشیاء کی کثرت سے منسوب ہے، یہ نہ ہو تو دعوت کا فائدہ کیا؟ ہمیں اتنی دور سے کیا دال کھانے کیلئے بلایا تھا، اس حاسد، حریص رویے نے دعوتوں کی اسلامی روایت کا خاتمہ کر دیا ہے۔

دعوت کی روایت کا احیاء

کیا اس روایت کو دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے؟ کیا دینی تحریکیں اس روایت کو زندہ کرنے کیلئے کوئی معاشرتی کردار ادا کر سکتی ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ شادی، ولیمے، عقیقے کی تقاریب میں سادہ کھانا کھلایا جائے، سادگی کا عنصر دینی و لادینی عناصر کی دعوتوں سے رخصت ہوگیا ہے، لہٰذا دعوت کی اسلامی روایت اب تصنع، ملمع کاری، بناوٹ، نمائش، دکھاوے کی نذر ہو چکی ہے، مختلف ادوار میں دعوت کی روایت کا جائزہ، رسول اللہ صلی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوتیں ان ضیافتوں میں پیش کیے جانے والے ماحضر کی تفصیلات اس ولیمے کی تفصیل جو رسول اللہ صلعم کا سب سے شاندار ولیمہ تھا اور اس میں صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی، رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اس ولیمے کی تفصیلات جس میں مہمانوں کو کھجور اور پنیر پیش کیا گیا تھا، ان تمام تر تفصیلات کی روشنی میں کیا امت مسلمہ کا کوئی گھر آج ایسی دعوتوں کا احیاء کر سکتا ہے؟ کیا ان دعوتوں کا احیاء اب بھی وقت کی ضرورت نہیں ہے؟ جب چاول دو سو روپے کلو اور آٹا سو روپے کلو فروخت ہو رہا ہے، کیا رسول اللہ صلی علیہ وسلم اور آپ کی جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سادگی کو اختیار کرنے کا وقت اب بھی نہیں آیا؟ کیا اس عہدِ سادگی کو واپس لانا دین، عقل، نفس، مال اور جان کی حفاظت کے لیے اب بھی ضروری نہیں ہے؟ اگر اب نہیں تو پھر کب؟؟

پروفیسر عبدالعظیم جانباز (سیالکوٹ)

دینی مدارس:
عصری معنویت اور جدید تقاضے

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اِسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اور دنیا کی رگیں اسی سے پھوٹتی ہیں لیکن اس بات کا بھی قطعی طور پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس تیز ترین زمانے میں موجودہ دور کی جدت کو بھانپنے اور عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جدید علوم سے استفادہ کی ضرورت نہیں۔ اِسلام کے ابتدائی دور میں مسجد اور مدرسہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو کے اعتبار سے محور و مرکز تھی۔ انہی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے بہترین قاضی و منصف بھی تھے، سائنسدان، کیمیادان، ریاضی دان، ماہرین فلکیات، ماہرین حرب وضرب اور بہترین سپہ سالار بھی انہی مدارس سے نکلے تھے۔ یہ وہی دور تھا جب دین اور دنیا کا اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں کوئی جداگانہ تصور نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جدید علوم، سائنس کے میدانوں، میدان جنگ اور کارزار حیات کے ہر شعبے پر عالمی سطح پر دینی مدارس سے نکلنے والے مسلمان علم و ہنر اور قول وفعل کا رول ماڈل بن کر حکمرانی کر رہے تھے۔ برصغیر میں مسلمانوں کا سو سالہ دور اِقتدار بھی شاہد ہے کہ مسلمان ہر میدان کے ماہر تھے۔ قدیم اِسلامی تعلیمی اداروں کی روایت بتاتی ہے کہ دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضوں کے مطابق عصری علوم کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔

اِبتدائے اِسلام سے لیکر آج تک اِسلامی تعلیم کیساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کرنے کی تہذیب مسلمانوں میں برابر موجود رہی ہے۔ سائنسی تاریخ کی طرف نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تخلیق سائنس اُندلس کے مسلمان شاہکاروں کا کرشمہ ہے۔ مسلمانوں کے نظام تعلیم نے اُمت کو جہاں مفسرین، محدثین اور فقہائے دین دیئے ہیں وہیں تاریخ، ہندسہ، فلکیات اور جغرافیہ کی جدید راہوں کی طرف رہنمائی کرنے والے سائنس دان بھی دیئے جن کے افکار ونظریات پوری دنیا میں مسلم ہیں ان سے انحراف ممکن نہیں۔

انگریزوں کی برصغیر آمد سے قبل مدارس میں دینی و دنیاوی کوئی تفریق نہیں تھی مگر انگریز کے برصغیر پاک و ہند پر قبضے کے بعد علماء کے ایک طبقے نے دین کو بچانے کے نام پر دینی مدارس کا الگ سلسلہ شروع کیا تو دوسری طرف دنیاوی اور جدید تعلیم کے نام پر سرسید احمد خان کی تعلیمی تحریک کا رنگ جداگانہ تھا۔ اس طرح پہلے دفعہ اسلام جو کہ دین ہے اور ہر زندگی کے ہر پہلو اور معاملے کا احاطہ کرتا ہے۔ اسی اسلام کے ماننے والوں نے بطور مسلمان قوم آپس میں دینی اور دنیاوی مدرسوں اور تعلیمی اداروں کی تفریق اور تقسیم ڈال دی جس

کا خاتمہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی میراث حاصل کرنے کیلئے بہت ضروری ہے۔

اس ضمن میں وفاقی وزارت تعلیم نے نئی تعلیمی پالیسی میں مذہبی مدارس کے طالب علموں کو دینی تعلیم کیساتھ ساتھ دنیاوی علوم کیلئے اہم اقدامات تجویز کئے ہیں جس کے مطابق ابتدائی طور پر پانچ سال کے لئے صوبوں کو مدارس میں ریاضی اور سائنسی مضامین انگریزی، اردو اور علاقائی زبان میں پڑھانے کی اجازت ہوگی۔ یہ تجاویز خوش آئند ہیں اس سے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلم باآسانی قومی دھارے میں آسکیں گے۔

پچھلے کچھ عرصے سے پاکستان میں موجود مدارس اور مساجد پر دہشت گردی کی چھاپ لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ عام خیال یہی کیا جاتا ہے کہ ان مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں دہشت گردی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔اس طرح اسلام دشمن عناصر کا ایک بڑا اہم مقصد یہ ہے کہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دے کر نوجوان نسل کو مذہبی تعلیم سے متنفر کیا جاسکے تاکہ نوجوان اپنے مذہب سے دور ہوکر مغربی تہذیب کو اپنائیں۔ جدید سائنسی تعلیم کی عدم دستیابی کی وجہ سے مدارس میں پڑھنے والے طالب علم دنیا کے جدید تعلیمی تقاضوں سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور حکومتی وسرکاری مناصب ان کی پہنچ سے بہت دور ہوتے ہیں۔ مدارس سے فراغت کے بعد کسی اچھے شعبے میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ دہشت گردی جیسے مسائل سے نمٹنے کے لئے وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مدارس میں زیر تعلیم طالب علم جدید تعلیم سے آراستہ ہوکر جدید دور کے تقاضوں پر پورا تریں اور پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں۔

پاکستان میں بسنے والے بہت سے افراد معاشی طور پر خوشحال نہیں ہیں۔ غربت کے ہاتھوں تنگ آکر اپنے بچوں کو مدارس میں تعلیم دلوانے پر مجبور ہیں۔ مدارس میں مفت تعلیم اور رہائش کے باعث بہت سے والدین ترجیح دیتے ہیں کہ ان کے بچے مدارس میں تعلیم حاصل کریں کیونکہ وہاں مذہبی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ ان کی بنیادی ضروریات بھی باآسانی پوری ہوتی ہیں۔

پچھلے کچھ عرصے سے پنجاب میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے باعث یہاں موجود مدارس اور مساجد کو شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ اسلام دشمن عناصر ان مدارس کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے مدارس کا نصاب بھی جدید تقاضوں کے مطابق نہیں۔ اس نصاب کی بنیاد پر ان مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اسلام کی بجائے مسالک اور فروعی تعلیمات اس انداز سے دی جاتی ہیں کہ ان کے ذہن میں شدت پسندی اور انتہاء پسندی سما جاتی ہے۔ ان کی ذہنی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اسلام اور وطن عزیز کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ پورے ملک میں موجود تمام مدارس کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ان مدارس کے نصاب پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہئے تاکہ ملک دشمن عناصر ان مدارس کو

اپنے ناپاک ارادوں کے لئے استعمال نہ کر سکیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ جدید تعلیم کے حصول سے اپنی بدحالی کو خوشحالی میں تبدیل کیا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی وزارت تعلیم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام مذہبی مدارس میں انگریزی اور جدید سائنسی تعلیم فراہم کی جائے گی تا کہ تمام طالب علموں کو جدید تعلیم سے ہمکنار کیا جا سکے۔ نا صرف بنگلہ دیش بلکہ پوری دنیا میں موجود مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ سائنسی تعلیم کی فراہم ناگزیر ہے تا کہ تمام مسلمان جدید تعلیم حاصل کر کے ترقی یافتہ ممالک کے شانہ بشانہ چل سکیں۔ موجودہ معاشی، لسانی، مذہبی اور اقتصادی بدحالی کی بحالی کا راز صرف اس چیز پر منحصر ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم کیساتھ ساتھ سائنسی اور جدید تعلیم سے بہرا مند ہو کر ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں اور اپنے اوپر لگنے والے دہشتگردی کے الزام کو غلط ثابت کر دیں۔

موجودہ دور وطن عزیز کا انتہائی ناقص اور بدامنی کا دور ہے ان سنگین حالات میں پیارے وطن کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو وطن کی نظریاتی حدود کے محافظ ہوں اگر دیانت دار نگاہ سے دیکھا جائے تو نظریں علمائے کرام پر ہی جا کر رک جاتی ہیں۔لہٰذا وطن عزیز کے انتظام و انصرام کیلئے علماء کی ضرورت ہے اب علماء اور امورِ سلطنت کے درمیان تھوڑی سی خلیج حائل ہے اور وہ عصری علوم ہیں۔ مسلمانوں کیساتھ ساتھ عصری علوم کی بھی ایک تاریخ ہے جس میں مسلمان ہر دور میں جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ رہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شمار دنیا کی ترقی یافتہ اور مہذب اقوام میں ہو، اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کی امامت کا سکہ چلے،اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کی کتاب قرآن مجید کے مطابق فیصلے ہوں تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ قدرت کے اُصول تسخیر کائنات کو نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے تا کہ قوم کے ذہنوں کو تحقیق کی طرف مائل کیا جائے۔ اگر ہم نے حقیقت کو پانا ہے تو ہمیں غیر حقیقی ،افسانوی اور فروعی نظریات کی نفی کرنا ہوگی اور یہ ایک چیلنج سمجھا جائے۔ جس دن پاکستانی قوم مذہبی و سیاسی مجاور پیدا کرنا بند کر دے گی اس دن سے موجد بھی پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اسلئے عصری علوم سے اپنے آپ کو الگ رکھنا دین اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کے مزاج کے خلاف ہے،خاص کر ایسے دور میں جب کائنات گلوبل ویلیج کا حلیہ پیش کر رہی ہے چیلنجز نے ہماری زمینی ہی نہیں بلکہ نظریاتی حدود کو بھی عبور کر لیا ہے۔لہٰذا اب وقت کا شدید تقاضا ہے کہ علمائے کرام عصری علوم سے رسائی حاصل کر کے وطن عزیز کو استحکام بخشنے کے لئے پاک سرزمین کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں کیوں کہ مسجد کی امامت کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کی امامت کا فریضہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ جو ملک و ملت کی سالمیت کا ضامن ہے۔

محترمہ وردہ صدیقی،

محرم الحرام وصوم یوم عاشوراء

زمانہ اسلام سے قبل ہی سے یوم العاشورہ بہت ہی محترم ومقدس چلا آرہا ہے، اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، کشتی نوح ہولناک سیلاب سے محفوظ ہوکر جبل جودی سے آ لگی، اسی روز اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گل گلزار بنایا اور اپنا خلیل اللہ کا اعزاز نصیب فرمایا، اس روز یوسف علیہ السلام کو قید سے رہائی نصیب ہوئی اور انہیں مصر کا بادشاہ بنایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی قوم کو فرعون کے ظلم ستم سے نجات ملی، حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا ملی، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی روز انہیں یہودیوں کے شر سے نجات دے کر آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اس دن قریش کعبہ پر نیا غلاف ڈالتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، اس روز نواسہ رسول، جگر گوشہ فاطمہ، حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو میدان کربلا میں شہید کر دیا گیا۔(نزھۃ المجالس ، معارف القرآن ، معارف الحدیث)

محرم الحرام کی فضیلت متعدد احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں .حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ماہ محرم کو شھر الله فرمایا، اس ماہ کی اضافت اللہ جل شانہ کی طرف کر کے اس کی شان وعظمت کو بلند فرمایا. دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ماہ اشھر الحرم میں سے ہے یعنی ان چار مہینوں میں سے جن میں قتال ممنوع ہے،وہ چار مہینے ،ذی القعدہ، ذی الحجہ،محرم الحرام،رجب المرجب(الصحیح بخاری و الصحیح المسلم)

تیسری وجہ یہ ہے کہ اسلامی سال کی ابتدا اس ماہ سے ہوتی ہے اور ابتدا ہی میں روزوں کی فضیلت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بقیہ سال بھی نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچتے رہنے کی فکر میں گزاریں(فضائل یوم العاشورہ)

حضرت علی کرم وجہہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص نے سوال کیا ماہ رمضان المبارک کے بعد میں کس ماہ کے روزے رکھوں ؟؟؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد اگر تمہیں کسی چیز کا روزہ رکھنا ہے تو محرم کا رکھو! کیونکہ وہ اللہ (کی خاص رحمت)

کا خاص مہینہ ہے، اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور آئندہ بھی ایک قوم کی توبہ قبول فرمائیں گے(الجامع الترمذی)ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتیں ہیں کہ چار اعمال ایسے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا، یوم العشوراء کا روزہ ،عشرہ ذوالحجہ (کے نو روزے)، ہر ماہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے کی دو رکعت سنت(سنن نسائی، الصحیح المسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یہ وہ دن ہے جس کی تعظیم یہودی اور عیسائی کرتے ہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آئندہ سال اس دنیا میں رہے تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھیں گے(ابو داد، مسند احمد)

حضرت عطا رحمہاللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے: نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود سے مخالفت کرو(مسند احمد) ایک روزہ ساتھ ملانے کا حکم اسلئے دیا تا کہ یہود ونصاریٰ کی مشابہت نا ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی مشابہت سے منع فرمایا، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عاشورہ کے دن کا روزہ، مجھے اللہ کے کرم پر امید ہے کہ پچھلے سال کا کفارہ بنادے گا“

(الصحیح المسلم، الجامع الترمذی)

محرم الحرام اور خصوصا یوم عاشورہ بہت ہی برکتوں اور رحمتوں والا ہے لہٰذا اس میں خوب خوب نیک اعمال کر کے ثواب کمایا جائے۔اعمال بھی وہ ہوں جن کا شریعت میں ثبوت ہو۔خود تراشیدہ اور من گھڑت روایات اور رسومات سے پرہیز کیا جائے کہیں ایسا نا ہو کہ ثواب کے بجائے گناہ کما لیں، ایسے ہی بعض لوگ اس روز حلیم، کھچڑا اور حلوے پکا کر، دیگیں چڑھا کر اور سبیلیں لگا کر سمجھتے ہیں بہت بڑا ثواب کا کام کر رہے ہیں حالانکہ دین میں بدعات و اختراعات کر لے نار جہنم مول رہے ہیں لہٰذا بدعات کو اپنی عبادات میں شامل کر کے اپنی عبادات کو کھوٹا نا کریں،

اللہ پاک ہمیں اس دن کی فضول رسومات و بدعات سے بچنے کی توفیق اور اپنی رضا کے اس دن کو گزارنے اور خوب خوب برکتیں سمیٹنے والا بنائے۔آمین

محمد عامر خاکوانی *

ڈیجیٹل میڈیا کا نیا فیز

اخبارات آن لائن ہونے کے فائدے بھی ہوئے ہیں اور اکا دکا نقصان بھی سامنے آ رہا ہے۔ پہلے عام طور پر ایک اخبار کا قاری برسوں تک بلکہ کبھی تو تاحیات وہی اخبار پڑھتا رہتا تھا۔ دفتر میں یا کسی کے گھر کوئی اور اخبار دیکھ لیا تو دیکھ لیا، ورنہ اس کا مبلغ علم اس کے پسندیدہ اخبار کے رپورٹروں کی خبروں اور کالم نگاروں کے کالموں تک محدود تھا۔ اب ہر اخبار آن لائن ہے، لوگ دفتر کے ڈیسک ٹاپ، لیپ ٹاپ یا پھر اپنے سمارٹ فون کی مدد سے دیگر اخبارات بھی دیکھ لیتے ہیں۔ خاص طور پر کالم نگاروں کی ریڈر شپ پہلے سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ کالم میں دلچسپی رکھنے والے قارئین مختلف اخبارات کے ادارتی صفحات پر نظر ڈال کر اپنے پسندیدہ کالم پڑھ لیتے اور زیادہ کشش محسوس ہونے پر وہی کالم فیس بک، ٹوئٹر وغیرہ پر شیئر بھی کر دیتے ہیں۔ دل چاہا تو کسی دوست کو وہ کالم فیس بک/میسنجر یا ای میل کے ذریعے بھیج دیا۔ مختلف ویب سائٹس قارئین کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے مختلف معروف کالم نگاروں کے کالم اکٹھے کر اپنی سائٹ پر لگا لیتی ہیں۔ پڑھنے والوں کا وقت بچ جاتا ہے، ان کے فیورٹ کالم ایک ہی جگہ پر دستیاب ہو جاتے ہیں۔

اخبار آن لائن دستیاب ہونے کا ایک نقصان یہ بھی ہوا کہ کچھ لوگوں نے گھر یا دکان وغیرہ پر لگا ہوا اخبار بند کرا دیا اور مفت پڑھنے کے مزے لینے لگے۔ اخبار فروشوں نے اسی وجہ سے تنگ آ کر یہ شرط منوائی ہے کہ اخبار گیارہ بجے دن سے پہلے اپ لوڈ نہ کیے جائیں۔ اخبار کی ہارڈ کاپی کے فوائد کئی ہیں۔ موبائل یا لیپ ٹاپ پر کبھی پورا اخبار تیزی سے نہیں پڑھا جا سکتا، آنکھیں تھک جاتی ہیں اور لوگ چند ایک مخصوص چیزیں ہی پڑھ پاتے ہیں۔ اخبار کے صفحات نسبتاً تیزی سے دیکھے جا سکتے ہیں، ناشتہ کرتے ہوئے بھی ان سے لطف اٹھانا ممکن ہے، پھر گھر کے تمام لوگ نیٹ استعمال نہیں کرتے، اخبار گھر لگا ہو تو بچے بھی اپنی پسند کے صفحات پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے باوجود جیسے ہی کسی نے بچت کرنا ہو، سب سے پہلے اخبار کا (پانچ سو روپے ماہانہ کا) بل کم کرنے کا سوچا جاتا ہے۔ والدین شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارے بچے مطالعہ

---

* معروف کالم نگار

کرنے کے شائق نہیں اور تمام وقت موبائل فون پر صرف کر دیتے ہیں۔ بھلے لوگو! انہیں پڑھنے کی عادت ڈالو گے تو وہ پڑھیں گے۔ اخبار تک تو لگواتے نہیں، ڈائجسٹ، رسالوں کو یوں دیکھا جاتا ہے جیسے یہ شر کا منبع ہوں۔ پڑھنے کا ذوق بچوں میں خاک پیدا ہوگا؟

خیر، بات آن لائن اخبار اور کالم پڑھنے کی ہو رہی تھی۔ ایک نقصان یہ ہوا کہ قارئین زیادہ ہوشیار اور سمجھدار ہو گئے۔ مختلف کالم وہ پڑھ لیتے ہیں اور ان کے لیے موازنہ کرنا آسان ہو گیا۔ کسی کالم نگار نے اپنے کالم میں اپنے کسی معاصر کے حوالے سے فقرہ لکھا تو قارئین فوراً اندازہ لگا لیتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر جیسے ہی کوئی کالم پوسٹ ہو، دو چار لوگ فوری ایسے آ جاتے ہیں جنہیں یہ علم ہوتا ہے کہ کالم نگار نے یہ فقرہ کیوں اور کس کے جواب میں لکھا؟ کمال برق رفتاری سے اپنے دعوے کے ثبوت میں وہ دوسرے کالم کا لنک پوسٹ کر دیتے ہیں کہ پڑھ کر خود اندازہ لگا لیں۔ اسی طرح کالم میں اعداد و شمار دیے گئے یا کسی واقعے کا حوالہ دیا گیا تو سمارٹ فون پر گوگل انکل کی مدد سے چند لمحوں میں اصل حقیقت کھوج لی جاتی ہے۔ پہلے کالم نگار جو جی میں آئے لکھ ڈالتے تھے، ان کی بلا سے کس نے اعداد و شمار یا واقعات کی تفصیل چیک کرنی ہے؟ اب ایسے تساہل کے نتیجہ میں خوب بھد اڑتی ہے۔ ہماری قسمت کہ ایسے زمانے میں کالم لکھ رہے ہیں، جب قاری ایسے ہوشیار ہو گئے کہ جگنو کو دن میں پرکھنے کی ضد کرنے لگے۔

سوشل میڈیا کی بدولت کالم نگاروں کا پڑھنے والوں سے رشتہ بھی زیادہ مضبوط اور براہ راست نوعیت کا ہو گیا ہے۔ ایک زمانے میں اداکار کہا کرتے تھے کہ ٹی وی اور فلم کی نسبت تھیٹر پر اداکاری کرنا مشکل ہے کہ ریسپانس فوری مل جاتا ہے۔ اخبار نویسوں کے لیے بھی فیس بک اور ٹوئٹر ایک طرح سے تھیٹر ہیں۔ صرف چند برس پہلے تک پڑھنے والے اپنے پسندیدہ لکھاریوں کو خط لکھا کرتے تھے، پھر ای میلز نے جگہ لے لی۔ اب فیس بک یا ٹوئٹر پر کالم یا رپورٹر اپنی خبر کا لنک پوسٹ کرے تو فوراً کمنٹس آنے لگتے ہیں۔ فیس بک پر یہ ایڈوانٹیج ہے کہ لکھنے والے زیادہ تفصیل سے لکھ سکتے ہیں۔

یہ ڈیجیٹل میڈیا کا نیا فیز ہے، جس میں لکھنے والے اور پڑھنے والوں کے درمیان ایک نئی طرح کا رشتہ قائم ہوا ہے۔ ابھی چونکہ سب کچھ نیا نیا ہے، فیس بک استعمال کرنے والوں کو جو آزادی اور اختیار ملا ہے، ان کے لیے اسے سنبھالنا بھی آسان نہیں۔ ادھر لکھنے والے بھی اپنی پرانی نخوت اور اتھارٹی سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ سوشل میڈیا نے کمنٹ کرنے والے کی نئی کھیپ تیار کرنے کے ساتھ لکھاریوں کی نئی فصل بھی اگا ڈالی ہے۔ بہت لوگ اردو ٹائپ کرنا سیکھ چکے ہیں، کچھ گوگل ٹرانسلیٹر کی مدد سے اردو لکھ لیتے ہیں اور اب تو بول کر بھی گوگل کی بورڈ کی مدد سے ٹائپ ہو جاتا ہے۔ ان سوشل میڈیا بلاگرز میں سے

کچھ نمایاں ہوجاتے ہیں، ہزاروں لوگ انہیں فالو کرنے لگتے ہیں اور اگرچہ مین سٹریم میڈیا میں انہیں کوئی نہیں جانتا، ان کے لکھے کی پرنٹ میڈیا میں کوئی اہمیت نہیں، مگر سوشل میڈیا پران کا لکھا بلاک بسٹر قسم کا رش لیتا ہے۔ ان بلاگرز کو مین سٹریم میڈیا آہستہ آہستہ جگہ دے رہا ہے، کچھ وقت ابھی لگے گا۔

دراصل سوشل میڈیا پر لکھنے والوں کو آزادی حاصل ہے، جو جی چاہے لکھ ڈالیں، انہیں اندازہ ہی نہیں کہ مین سٹریم میڈیا میں کس حد تک پابندیاں اور نزاکتیں ہیں۔ وہاں لکھنے والے کو جواب دہ ہونا پڑتا ہے، ریڈ لائن کراس کرلے تو پورے میڈیا ہاؤس کے لئے خطرات پیدا ہوجاتے ہیں۔ فیس بک پر بے شمار چیزیں لکھی جاتی ہیں، انہیں پڑھ کر لوگ گزر جاتے ہیں، ایسی کوئی چیز اگر اخبار چھاپ دے یا ٹی وی چلا دے تو ہنگامہ کھڑا ہوجائے۔ یہ وہ نکتہ ہے جو فیس بکی بلاگرز نہیں سمجھ پاتے۔ اسی لیے بعض اوقات اخبار میں موقع ملے تو وہ تسلسل سے لکھ نہیں پاتے۔ ہمارے ایک دوست جو ویب سائٹس کے معروف بلاگر ہیں، انہیں اخبار میں کالم لکھنے کا موقع ملا تو چند ایک کالموں کے بعد ہی ہانپنے لگے۔ کالم بھجوانا بند کر دیا، پوچھا تو کہنے لگے کہ ویب سائٹ پر جو مرضی لکھ کر بھیج دیں، شائع ہوجاتا ہے، اخبار کے لیے کالم بنانے سے پہلے اس پر خاصی تراش خراش کرنا پڑتی ہے، ہر بار اتنی محنت کون کرے؟

ہمارے بعض دوستوں کا خیال ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پرنٹ میڈیا کی اہمیت کم ہوتی جائے گی، مہنگا ہوتا کاغذ اور دیگر اخراجات اخبارات کو ویب تک محدود کر دیں گے۔ میرے خیال میں ابھی یہ فیز جلدی نہیں آئے گا۔ سوشل میڈیا کبھی مین سٹریم میڈیا کی جگہ نہیں لے سکے گا۔ دونوں کی الگ الگ جگہ اور مقام ہے۔ اعتبار اور اعتماد پرنٹ میڈیا کو حاصل ہے، لوگوں نے خبر کنفرم کرنے کی خاطر اخبارات کی ویب سائٹس ہی چیک کرنی ہے۔ اس لیے اخبار کو تو خطرہ نہیں، مگر سوشل میڈیا کو سلیقے کے ساتھ مین سٹریم میڈیا کے قریب لانا چاہیے۔ بلاگرز کے لیے جگہ مزید بنائی جائے، مِنی بلاگرز (مختصر لکھنے والے) اور ون لائنر لکھنے والوں کے لیے بھی گنجائش بنانی ہوگی تا کہ ٹوئٹر کے لکھاری بھی اکاموڈیٹ ہوسکیں۔ اخبارات کی ویب سائٹس کو مزید انٹرایکٹو اور فعال بنانا ہوگا۔ مجھے لگتا ہے کہ اگلے چند برسوں میں امریکہ اور یورپ کی طرح ہمارے ہاں بھی سنڈیکیٹ کالم اور بلاگ شروع ہوجائیں گے۔ ایسا ہوا تو سوشل میڈیا کے بلاگرز کے لیے بھی مالی بافت کا راستہ کھلے گا۔ میڈیا میں تیزی سے تبدیلیاں آ رہی ہیں، ضرورت یہ ہے کہ ہمارے ہاں میڈیا واچ ادارے بھی بنائے جائیں اور مختلف پلیٹ فارم کو ایک دوسرے کے ساتھ مکس کرنے کا کام سلیقے اور حکمت سے کیا جائے تا کہ یہ تجربہ بانس بیک نہ ہوسکے۔ (بشکریہ دلیل ڈاٹ کام)

محترمہ سمعیہ عالم

جدید بت پرستی کی نئی صورتیں

آج کل ہر شہر میں نئی نئی ہاؤسنگ کالونیاں بن رہی ہیں، ایک نیا رجحان یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کالونیوں کے داخلی راستوں پر گھوڑوں، گایوں اور انسانوں کے بت ایستادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس پر کسی طرف سے کوئی احتجاج یا استرداد بھی نظر نہیں آتا، بحریہ ٹاؤن سے گزرنے کا اتفاق ہوا، سڑکوں کے ارد گرد، جا بجا، گایوں کے بت نظر آئے، ایک تبصرہ یہ بھی تھا کہ ان صاحب کو گایوں سے اتنی ہی محبت ہے تو ان کا فارم کھول لیں۔ ایک جگہ شاندار سڑک کے ایک جانب خوبصورت طرز تعمیر کا شاہکار مسجد کی صورت میں کھڑا تھا اور سڑک کے دوسری جانب طرح طرح کے بت نصب تھے۔ ایک کالونی کے داخلی راستے پر عظیم الشان محرابیں بنائی گئی ہیں اور ان پر اُبھرے ہوئے نقوش (Carving) میں پورا مصری کلچر، مصری معبود بنا دیئے گئے ہیں۔ ایک اور کالونی کے داخلی راستے کے دونوں طرف اونچے اونچے ستون درستون کھڑے ہیں۔ دیکھ کر معاً عاد وثمود اور روم کی تباہ شدہ بستیوں کے آثار یاد آجاتے ہیں۔ یہ وہ آثار قدیمہ ہیں، جن پر (ازروئے حدیث) آج بھی عذاب نازل ہو رہا ہے۔ پھر ان عذاب شدہ بستیوں کے آثار کی نقل، مسلم معاشروں میں رائج کرنا چہ معنی دارد؟؟؟ ایک اور بستی کے داخلی دروازوں سامنے خوفناک شیروں کی پوری فوج بٹھا دی گئی ہے۔ دونوں طرف اونچے اونچے پیڈسٹلز (Pedestals) پر بہت بڑے بڑے کتا نما شیر بیٹھے ہیں۔ ان کے نیچے بیسیوں کی تعداد میں چھوٹے شیر بٹھائے گئے ہیں۔

ایک اچنبھے اور تعجب کے ساتھ یہ خیال آتا ہے کہ یہ مشرکانہ کلچر ہماری مسلمان معاشرت میں کامیابی سے کیسے در آیا؟ کیا یہ بت پرستی کی ابتداء ہے؟ کیا یہ حرام ہے یا حلال ہو چکا ہے؟ اور اس کے اثرات ہماری تہذیب و معاشرت پر کیا پڑ رہے ہیں یا کیا پڑیں گے؟ کیا یہ چیزیں محض کلچر سے یا صرف فن سے تعلق رکھتی ہیں اور اسلام سے میں اس کی کوئی ممانعت نہیں؟

عوام الناس کو یہ باور کروا دیا گیا ہے کہ کلچر کا کوئی تعلق دین سے نہیں ہوتا بلکہ محض علاقائی رسوم و رواج سے ہوتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے ہر کلچر کی جڑیں اس کے دین اور اس کے عقائد میں گہری، اتری ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کی مشرکانہ تہذیبوں کو دیکھ لیجئے، ان میں ایک درجہ کا اشتراک عمل نظر آئے گا۔ ان کے طرز فکر میں ہم رنگی ہوگی۔ ان کے تہذیبی شعار ملتے جلتے ہوں گے

قرآن ان پر ایک بلیغ تبصرہ کرتا ہے۔ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ (البقرہ:۱۱۸)
(ان سب اگلے پچھلے گمراہوں کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں)۔

ہر مشرکانہ تہذیب دنیا پرست اور آخرت کی منکر ہوتی ہے۔ آخرت کے مسخ شدہ تصورات اگر موجود بھی ہوں (مثلاً ہندوؤں اور یہودیوں وعیسائیوں میں) تو عملاً وہ غیر مؤثر ہوتے ہیں۔ لذت پرستی ان کا منتہائے مقصود ہوتی ہے۔ دیو مالائی کہانیاں تو اس دنیا پرستی اور لذت پرستی کا جواز فراہم کرتی ہیں اور دوسری طرف انسانی فطرت میں موجود عبادت کے جذبہ کی بھی جھوٹی تسکین کرتی ہیں۔ فن مصوری اور فن بت تراشی ایسے ہی معاشروں نے عروج تک پہنچائے اور انکے ذریعہ سے شیطانی خواہشات کو حسین خدوخال اور نقش و نگار کے پردے میں لپیٹا۔ اجنتا ایلورا کے غاروں سے ملنے والی دیواروں میں نقش عریاں تصاویر سے لے کر آج تک کے کافر و مشرک معاشروں میں ان شیطانی فنون کی عزت افزائی دیکھ لیجیے! مادام تساؤ کے عجائب گھر میں کسی مشہور آدمی کا مجسمہ آویزاں ہو جانا دنیا کی نگاہ میں انتہائی عزت اور قدردانی کی بات ہے۔ لیونارڈو ڈا، نچی (کافر و مشرک اور ہر شیطانی عمل کی نقاشی سے لتھڑا ہوا مصور) کی بنائی ہوئی مونا لیزا کی تصویر جو حال ہی میں دریافت ہوئی، اُسے اربوں ڈالر میں خریدنے والے کون ہے؟ اہل اسلام، اہل توحید کے ہیڈ کوارٹر کے نگہبان، خادم حرمین شریفین کے صاحبزادے جو کچھ ہی عرصہ میں حکمرانی کا منصب سنبھالنے والے ہیں، ولی عہد محمد بن سلمان!! فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (اگرچہ رسماً اس خبر کی تردید کر دی گئی ہے)

برائی کو اگر برائی ہی میں نہ دبایا جائے تو نوبت بہ ایجا رسید، اسلام کا تو مزاج ہی یہ ہے کہ برائی کا اکھوا پھوٹنے سے پہلے ہی دبا، اکھاڑ دیا جائے۔ مسلم معاشروں میں مٹی، پتھر اور دھاتوں سے بنے ہوئے بتوں کا آغاز بلا شک و شبہ تصاویر کو برداشت کرنے سے ہوا ہے۔ ابتداء میں چھوٹی موٹی، تھوڑی بہت، معصوم سی تصویریں، پھر تعداد بھی بڑھنے لگی، سائز قد آدم سے بڑھ گیا اور کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ ہر سڑک، چوراہے پر جناتی سائز کے اشتہاری بورڈز پر نیم عریاں فاحشائیں، فخر سے ٹنگی ہیں، سیاسی، و مذہبی رہنماؤں کی قد آدم تصاویر آویزاں ہیں لیکن کسی کے ایمان و اسلام پہ آنچ نہیں آتی۔ اہل کفر ایسی ہی ''برداشت'' اور ''رواداری'' ہمارے معاشروں میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ رحمت کے فرشتے ان ''مسلمان'' شہروں کی گلیوں اور بازاروں میں اُترنا بھی چاہتے ہوں گے تو انہیں کہاں جگہ ملتی ہو گی کہ کہیں ''فن'' کے نام پر بل بورڈز کی عریاں تصاویر، کہیں ڈیکوریشن اور آرٹ کے نام پر ٹھوس بت جا بجا کھڑے اور ہر گھر اور ہر ہاتھ میں متحرک تصاویر ان پر مستزاد۔ خیال یہ بھی آتا ہے کہ مشرکین عرب میں شرک و بت پرستی کی ابتداء بھی ایسی ہی ''معصوم'' اور ''بے ضرر'' بیان کی جاتی ہے۔ سیرت کی کتب اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں ہے؟

حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی *

ثانی دیوبند

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نام

یا الٰہ مامون ہو ذیشان من حقانیہ
خطہ خیبر کا ایک علمی چمن حقانیہ
دشمنان ملک وملت کے لئے کوہ گراں
گمرہان وفتنہ خیزوں کی جلن حقانیہ
حاسدان تیرہ باطن کی سدا ہرحال کو
تارتار تونے کیا تیغ کہن حقانیہ
ہے شیوخ وقت کی اک مادرِ علمی بھی تو
تشنگان علم کی روح وبند حقانیہ
منبع رشد و ہدایت چشمہ خیر و فلاح!
مخزن صدق وصفا دُرِ ثمن حقانیہ
خادمانِ ملک و ملت کا بڑا علمی حصار
ثانی دیوبند بھی شانِ وطن حقانیہ
باوفا و باوقار و مردمانِ حق شناس
چشم بینا جو بھی ہیں ان کی لگن حقانیہ
ہو عدو تیرا ہمیشہ شرمسار و نامراد
ہو سدا آباد عارف ذوالمنن حقانیہ

---

* سابق مدرس نجم المدارس کلاچی، فاضل دارالعلوم حقانیہ

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

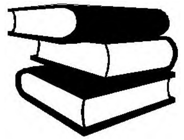
حضرت مولانا زرولی خان صاحب کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور مہتمم صاحب سے ملاقات

۳۱ اگست ۲۰۱۸: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب، مہتمم و بانی جامعہ احسن العلوم العربیہ گلشن اقبال کراچی کی دارالعلوم تشریف آوری ہوئی اور حضرت مہتمم صاحب سے تفصیلی ملاقات کی اور مختلف موضوعات پر آپس میں تبادلہ خیال فرمایا اور آخر میں انہوں نے دارالعلوم کی نئی تعمیرات کا دورہ بھی کیا۔

نائب مہتمم حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب کا دورہ جنوبی وزیرستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ نے کافی عرصہ بعد ابنائے جامعہ حقانیہ و محبین خاندان حقانیہ کے پرزور اصرار پر ۲۷، اگست کو جنوبی وزیرستان تشریف لے گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہر سال فضلاء حقانیہ حضرت شیخ الحدیث کو گرمیوں کے موسم میں دعوتی و مطالعاتی دورے پر جنوبی وزیرستان لے جاتے تھے مگر پھر ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تھا تو امسال تعطیلات عیدالاضحیٰ کے موقع پر نائب مہتمم صاحب ان علاقوں کو تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً ۳ دن قیام فرمایا۔ اس مختصر دورے کے دوران حضرت شیخ الحدیث نے مختلف مقامات پر جامعہ حقانیہ کے فضلاء کے مدارس کا دورہ فرمایا، ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، طلباء کرام اور فضلاء نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقاتیں کیں۔ کئی نئے مدارس کا افتتاح فرمایا اور مختلف مقامات پر علماء کرام کے اجتماعات سے اصلاحی بیانات بھی فرمائے جن میں علاقہ شکئی ،جیسورہ ،وانا ،اعظم ورسک، کڑی کوٹ ، دغزائی ،شولم ، اور پاک افغان بارڈر انگور اڈا کے سینکڑوں مدارس شامل ہیں جس میں تقریباً ۱۵ مدارس افغانستان کے بھی شامل ہیں، جب بارڈر پار ان کو حضرت شیخ الحدیث صاحب کی اطلاع پہنچی تو سینکڑوں کی تعداد میں مہتممین ، علماء کرام اور طلباء کے علاوہ عوام الناس بھی تشریف لائے۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث کے تفصیلی خطاب سے مجمع فیض یافتہ ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث کا جامعہ حقانیہ کے فضلاء خواہ اندرون ملک ہوں یا بیرون ملک رابطہ ضرور رہتا ہے۔ واپسی پر ملک کے قدیم دینی درسگاہ اور جامعہ حقانیہ کے فیض سے سیراب اور جامعہ حقانیہ کے ابناء سے آباد جامعہ حلیمیہ درہ پیزو جانا ہوا اس سفر میں صاحبزادہ مولانا سلمان الحق حقانی بھی ہمراہ تھے ۳۰، اگست کو اکوڑہ خٹک واپسی ہوئی۔

ادارہ



تعارف وتبصرہ کتب

● **الیواقیت الحسان فی علوم القرآن تالیف: مولانا کریم بخش مدظلہ**

ضخامت: ۲۳۲۰صفحات(۴ جلد) ناشر: مکتبہ عمر بن الخطاب، ٹی چوک شاہ رکن عالم کالونی ملتان

اللہ تعالیٰ کے کلام معجز پر اوراس میں وسیع وعمیق گوشوں پر ہر دور و زمانہ میں علماء امت نے تفاسیر کی صورت میں لاتعداد کتابیں لکھ کر امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے، قرآن پاک کی تفاسیر کا یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے، اور رہتی دنیا تک بہت سے لوگوں کی بڑی کاوشوں کی بدولت تشنگان علم کے لئے بھرپور معلومات اور نئی نئی تحقیقات آتی رہیں گی۔

اور یہ صرف کلام اللہ کا اعجاز ہے کہ اس میں ہر دور کے مسائل کا حل غور فکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اس کی جامعیت وکاملیت کا یہ عالم ہے کہ کتاب اللہ چودہ سو برس سے ہمارے ہاتھوں میں ہے ۔اسی عرصہ میں انسانی ذہن وفکر کے زمین وآسمان بدل گئے ،نظریات و خیالات میں کیسے کیسے انقلاب آ گئے، معاشرہ میں کیسی کیسی تبدیلیاں رونما ہوگئیں، کبھی یونانی فلسفہ کا سیلاب آیا، کبھی ہندی فلسفہ کا سامنا ہوا کبھی ایرانی تہذیب نے اپنے دم خم دکھائے اور موجودہ زمانہ میں مغربی تہذیب کا دور عروج پر ہیں مگر حیرت ہے کہ ہر دور میں منصف مزاج انسانوں کو اپنی قلبی تسکین کے لئے اگر کوئی نسخہ ہے تو یہ قرآن وتفسیر ہے

الغرض الیواقیت الحسان فی علوم القرآن کی مولانا کریم بخش صاحب نے بفضل خدا تکمیل فرمائی، جس میں انہوں نے بہت سے مضامین اکھٹا کرنے کی کوشش کی مگر پھر حضرت نے خیرالکلام ماقل ودل پر عمل کرتے ہوئے کم الفاظ میں بہت سے بکھرے موتی جمع کئے ہیں، جو علم کی پیاس رکھنے والوں کے لئے ادنیٰ سی سعی ہے ،اور علم التفسیر سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک عظیم تحفہ اور قیمتی سوغات ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کے لئے نافع ہو، اور حضرت کی یہ خدمت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور توشہ آخرت بنائے (مبصر: مولانا بلال الحق مکی)

- **غزوہ احد تک کی مہمات (جنگ احد)** ...... مرتب: حافظ عبدالوحید الحنفی

ضخامت: ۸۰ ناشر: کشمیر بک ڈپو، تلہ گنگ روڈ چکوال 03135128490

فتوحات اسلامی، تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے تاکہ مسلمان اپنی تاریخ، اپنے اسلاف کے کارناموں، ان کے کردار، ان کے اخلاق سے درس لے کر خود بھی معاشرے میں صحیح کردار ادا کرسکیں اور معاشرے کی اصلاح کی طرف کوشاں ہو، اس سلسلہ میں مولانا عبدالوحید الحنفی سلسلہ وار اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں، زیر تبصرہ سلسلہ ''جنگ احد'' اسی سلسلہ کی 30 ویں کڑی ہے جس میں جنگ احد کی تمام تفصیلات سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے، اپنے موضوع پر ایک بہترین سوغات اور انمول تحفہ، اللہ تعالیٰ مولف کی اس محنت کو قبول کرے اور اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔

- **خلاصہ تراویح** .... مولف: مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی

ضخامت: ۶۴ صفحات ناشر: قریشی ٹریڈرز راجن پور 03137398664

یہ پرچی نما کتاب حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی صاحب کی خلاصہ تلاوت تراویح ہے، رمضان المبارک میں تراویح قرآن سنانا ایک مستقل سنت ہے، اس سنت کو پورا کرنے کیلئے اور چونکہ نیکیوں کا موسم ہوتا ہے لوگ جوق درجوق مسجد آتے ہیں تو قرآن سمجھنے کیلئے یہ ایک نہایت موثر ذریعہ ہے کہ خلاصہ تلاوت تراویح انہیں سنایا اور سمجھایا جائے، یہ انہی محاضرات کا خلاصہ ہے، ماشاء اللہ اختصار کے ساتھ نہایت مفید بھی ہے اور ائمہ حضرات کیلئے ایک نادر تحفہ بھی ہے۔

- **حضرت مسیحؑ کے اللہ کا بندہ اور رسول ہونے پر سینکڑوں دلائل**

ترتیب: الشیخ محمد بکیر الامین مصری ترجمہ: خانم حمیرا یاسمین صاحبہ

ضخامت: ۱۱۲ صفحات ناشر: مرکز تحقیق اسلامی جامعہ اسلامیہ (ٹرسٹ) کاموںکے گوجرانوالہ

اصل کتاب محمد بکیر الامین مصری کی ہے جسے نابغہ روزگار شخصیت مولانا عبدالروف فاروقی صاحب کی صاحبزادی محترمہ خانم حمیرا یاسمین صاحبہ نے سلیس، بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا ہے، اپنی موضوع پر ایک نادر کتاب اور قیمتی سوغات ہے، اللہ اس کاوش کو قبولیت عامہ سے نوازے۔